ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

37

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

19 تا 25 ربیع الاوّل 1446ھ / 24 تا 30 ستمبر 2024ء

اسوۂ رسول ﷺ کی سربلندی

حضور ﷺ کو رسول برحق تسلیم کرنے والے ہر شخص پر آپ ﷺ کی رسالت کا ایک حق یہ ہے کہ جس اسوۂ پاک کی پیروی کو وہ اپنی نجات کا واحد سبب یقین کرتا ہے، اُس اسوۂ پاک کو تمام دنیا میں سربلند کرنے کی جدوجہد کرے۔ اللہ کی دی ہوئی ہر طاقت کے ذریعہ اس امر کی کوشش کرے کہ ہر انسان رحمۃ للعالمین کے نمونۂ زندگی کے مطابق زندگی بسر کرے۔ دنیا والوں کو اپنی عملی شہادت سے یہ باور کرائے کہ انسانی فلاح کے لیے رحمتِ عالم کا اُسوہ بہترین اور آخری اُسوہ ہے۔ مسلمان کو صرف اپنی زندگی کو رسول پاک ﷺ کی سیرت پاک کے مطابق ڈھال لینا کافی نہیں ہے، بلکہ آپ ﷺ کی سیرت پاک کو دنیا کے تمام طریقہ ہائے زندگی پر غالب کرنے کی کوشش کرنا فرض اولین ہے۔ سورۃ التوبہ آیت 33 میں ارشاد فرمایا گیا:

''وہی اللہ ہے، جس نے اپنے رسول ﷺ کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے، تاکہ وہ اس دین کو (دنیا کے) تمام دینوں پر غالب کردے، اگرچہ مشرکین کو کتنا ہی برا معلوم ہو۔''

یہ فرض رسول ﷺ کا ہے اور رسول ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے نام لیواؤں کا ہے اور اس امت کا ہے، جو آپ کی امت ہونے کے صدقے میں بہترین امت قرار دی گئی ہے۔ سورۃ البقرہ آیت 143 میں ارشاد فرمایا:

''اور اسی طرح اے مسلمانو! ہم نے تم کو عادل امت بنایا، تاکہ تم عام لوگوں کے لیے شہادت حق کا فرض ادا کرو، اور رسول (آخر الزماں) تم پر شہادت حق کا فرض انجام دیں۔''

یعنی رسول پاک ﷺ اپنی بہترین زندگی پیش کر کے تم کو اپنے حلقۂ اطاعت میں شامل کریں اور تم رسول پاک ﷺ کی زندگی میں اپنی زندگی کو رنگ کر دوسروں کو حضور ﷺ کی صداقت کا معترف کرو۔

مولانا اخلاق حسین قاسمی

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 353 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 42300 سے زائد، جن میں بچے: 17350، عورتیں: 13150 (تقریباً)۔ زخمی: 96500 سے زائد

اس شمارے میں

- نصابِ تعلیم اور افرنگ کی تہذیب
- اسوۂ حسنہ اور ہمارا طرزِ عمل
- جمہوریت میں ادارے نہیں، آئین بالادست ہوتا ہے
- بنگلہ دیش میں تبدیلی کے پاکستان پر ممکنہ اثرات
- پیش کر غافل عمل ......
- عہد کی پابندی

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1102

گمراہ کرنے اور ہونے والوں کا انجام

سُورۃُ القَصَص | بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ | آیات: 62، 63

وَيَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُ اَيۡنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيۡنَ كُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۶۲﴾ قَالَ الَّذِيۡنَ حَقَّ عَلَيۡهِمُ الۡقَوۡلُ
رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيۡنَ اَغۡوَيۡنَا ۚ اَغۡوَيۡنٰهُمۡ كَمَا غَوَيۡنَا ۚ تَبَرَّاۡنَاۤ اِلَيۡكَ ۖ مَا كَانُوۡۤا اِيَّانَا يَعۡبُدُوۡنَ ﴿۶۳﴾

آیت ۶۲: ﴿وَيَوۡمَ يُنَادِيۡهِمۡ فَيَقُوۡلُ اَيۡنَ شُرَكَآءِىَ الَّذِيۡنَ كُنۡتُمۡ تَزۡعُمُوۡنَ ﴿۶۲﴾﴾ ”جس دن اللہ انہیں پکارے گا اور کہے گا کہ کہاں ہیں، میرے وہ شریک جن کا تم زعم رکھتے تھے؟“

جن کے بارے میں تمہیں یہ زعم اور گمان ہو گیا تھا کہ وہ اللہ کے شریک ہیں، وہ اب کہاں ہیں؟

آیت ۶۳: ﴿قَالَ الَّذِيۡنَ حَقَّ عَلَيۡهِمُ الۡقَوۡلُ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيۡنَ اَغۡوَيۡنَا ۚ﴾ ”تو کہیں گے وہ لوگ جو (عذاب کے) فیصلے کے مستحق ہو چکے ہوں گے: اے ہمارے پروردگار! یہی وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا تھا“

وہ گمراہ لوگ جن کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا فیصلہ صادر ہو جائے گا' بالآخر اقبالِ جرم کر لیں گے اور اپنے ارادت مندوں کی طرف اشارہ کریں گے کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہیں ہم نے گمراہ کیا۔ ان اقراری مجرموں میں شیاطین جن و انس' طاغوت اور گمراہ مذہبی و سیاسی رہنما شامل ہوں گے۔ انہیں اقرار کیے بغیر چارہ نہ ہوگا کہ جیسے کچھ ہم خود تھے، ویسا ہی ہم نے ان کو بنایا۔

﴿اَغۡوَيۡنٰهُمۡ كَمَا غَوَيۡنَا ۚ﴾ ”ہم نے انہیں گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ ہوئے تھے۔“

یعنی ہم خود ہدایت پر ہوتے تو انہیں ہدایت کا راستہ دکھاتے۔ ہم چونکہ خود گمراہ تھے اس لیے ہمارے زیر اثر یہ تمام لوگ گمراہ ہوتے چلے گئے۔

﴿تَبَرَّاۡنَاۤ اِلَيۡكَ ۖ مَا كَانُوۡۤا اِيَّانَا يَعۡبُدُوۡنَ ﴿۶۳﴾﴾ ”ہم تیرے سامنے (ان سے) اظہارِ براءت کرتے ہیں' یہ ہماری پرستش تو نہیں کرتے تھے۔“

یعنی یہ ہمارے نہیں بلکہ اپنے ہی نفس کے بندے بنے ہوئے تھے۔ ہم پر ان کی کوئی ذِمّہ داری نہیں۔ یہ اپنی آزاد مرضی سے ہماری باتیں مانتے رہے ہیں۔

درس حدیث

تکبر، خیانت اور (بلاضرورت) قرض سے دور رہنا

عَنْ ثَوْبَانَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَن فَارَقَ الرُّوحُ الْجَسَدَ وَهُوَ بَرِيءٌ مِنْ ثَلَاثٍ مِنَ الْكِبْرِ وَالْغُلُوْلِ وَالدَّيْنِ دَخَلَ الْجَنَّةَ)) (رواہ الترمذی)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو روح جسم سے جدا ہوئی اور وہ تین چیزوں تکبر، خیانت اور قرض سے بری تھی، تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔“

تشریح: اس حدیث میں تین ایسی چیزوں کا ذکر ہے جن کے حوالے سے آخرت میں محاسبہ ہوگا۔ تکبر ایک بری خصلت ہے۔ اسی طرح امانت میں خیانت کے بارے میں بھی آخرت میں جواب طلبی ہوگی اور شدید ضرورت کے بغیر قرض لینا بھی ناپسندیدہ عمل ہے۔ اسی لیے فرمایا کہ تکبر، خیانت اور (بلاضرورت) قرض سے اجتناب کرنا جنتی لوگوں کا وصف ہے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر
تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب
بانی: اقتدار احمد مرحوم
19 تا 25 ربیع الاوّل 1446ھ جلد 33
24 تا 30 ستمبر 2024ء شمارہ 37
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
مجلس ادارت: • رضاء الحق • فرید اللہ مروت • وسیم احمد باجوہ • محمد رفیق چودھری
نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور
مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چونگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org
قیمت فی شمارہ 20 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org
''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصابِ تعلیم اور افرنگ کی تہذیب

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے نصابی کتب میں تبدیلی کا فیصلہ کیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس فیصلے کا اطلاق اگلے تعلیمی سال سے نویں جماعت کے طلبہ پر ہوگا۔ نصاب کی کتب میں تبدیلی ہمارے ہاں ایک غیر معمولی خبر ہے، جبکہ ترقی یافتہ ممالک میں تو نصاب میں تبدیلی ایک معمول کی بات ہے اور خبر شمار ہی نہیں ہوتی۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ ترقی یافتہ ممالک میں تعلیمی نصاب کے جائزہ اور اُس میں حسبِ ضرورت تبدیلی کے لیے باقاعدہ فعال ادارے قائم ہیں جو ملک کے بہترین دماغوں پر مشتمل ہوتے ہیں اور یہ کام انتہائی عرق ریزی سے کیا جاتا ہے۔ پھر یہ کہ وہ اپنی سیکولر لبرل 'نظریاتی اساس' کو ہر قیمت پر محفوظ رکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ بہرحال پاکستان کے ماضی کی طرف نظر دوڑائیں تو معلوم ہوگا کہ جو نصاب دادا نے پڑھا تھا وہی نصاب پوتے نے بھی پڑھا ہے۔

قیامِ پاکستان کے وقت ایک محتاط اندازے کے مطابق کم وبیش چار ہزار پرائمری سکول، ایک ہزار سیکنڈری سکول، مردوں اور خواتین کے تیس کالجز اور ایک یونیورسٹی تھی۔ کسی گھرانے میں کوئی نوجوان اگر بی اے پاس کر لیتا تو شہر بھر میں اُس کی شہرت ہو جاتی تھی۔ انجینئرنگ اور میڈیکل کالجوں میں داخلہ حاصل کرنا مشکل اور ڈگری حاصل کرنا مشکل تر تھا۔ قیامِ پاکستان کے بعد سے نوے کی دہائی تک سرکاری تعلیمی اداروں میں ہر کسی نے بلا امتیاز ایک ہی نصاب پڑھا۔ نجی، ٹرسٹ اور مشنری سکولوں کا نصاب اگرچہ آج کی طرح الگ تو تھا مگر ان اداروں سے فارغ التحصیل طلبہ کی تعداد بہت کم ہوتی تھی۔ سرکاری تعلیمی اداروں سے فارغ التحصیل ہونا طلبہ کے لیے فخر کی بات ہوا کرتی تھی۔

سقوطِ ڈھاکہ کے بعد 1973ء میں متفقہ آئین منظور کیا گیا جس کے بعد تعلیمی نظام میں بہتری لانے کے نام پر تمام غیر سرکاری تعلیمی ادارے قومیا لیے گئے۔ تعلیم کو عام کرنے کے لیے ذریعہ تعلیم میٹرک تک انگریزی کی بجائے اُردو قرار دے دیا گیا۔ اس مقصد کے لیے نئی کتابیں بھی شائع کی گئیں، مگر نصاب کو چھیڑنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی۔ انگریزی کا نصاب وہی رہا۔ کم وبیش نصف صدی تک تو کسی کو نصاب میں تبدیلی کا خیال ہی نہیں آیا سوائے اس کے کہ ''دینیات'' کو ''اسلامیات'' کا نام دے دیا گیا یا تاریخ، جغرافیہ، اور معاشرتی علوم کو ملا کر مطالعہ پاکستان کا مضمون شامل کر دیا گیا جسے چند ماہ پہلے حکومت نے ختم کر دیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ گزشتہ پون صدی کے دوران سیکولر لبرل حلقوں کی جانب سے یہ بات بانگ دہل کہی جاتی رہی ہے کہ مطالعہ پاکستان میں طلبہ کو جو کچھ بھی پڑھایا جاتا ہے وہ درست نہیں۔ مطالعہ پاکستان کی تعلیم ختم کرنے کا یہ فیصلہ اگر اُن لغو اعتراضات کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہوئے کیا گیا ہے تو یہ ہمارے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ نصابِ تعلیم کا جائزہ لینے کے لیے ہمارے ہاں بھی صوبوں کی سطح پر ادارے موجود ہیں مگر وہ کتابوں کی اشاعت سے کچھ زیادہ کام کرنا شاید گناہ سمجھتے ہیں۔ مختلف اوقات میں اُن کی کارکردگی پر اعتراضات بھی اُٹھائے جاتے رہے ہیں۔ جس کے جواب میں ''تعلیمی نصاب میں بہت جلد بہتری لائی جائے گی'' کا لالی پاپ عوام کو دے دیا جاتا رہا۔

1990ء کی دہائی میں فروغِ تعلیم کے نام پر قومیائے گئے تعلیمی اداروں کی نجکاری کی مہم چلی تو بہت سے تعلیمی ادارے تو مالکان یا ٹرسٹس نے واپس لے لیے مگر اکثر سرکار کے پاس ہی رہنے دیئے گئے۔ اس کے علاوہ بہت سے نئے ٹرسٹ اور کمپنیوں کو نجی سطح پر تعلیمی ادارے کھولنے کی اجازت دے دی گئی جو آج تک سرکاری نصاب اور ڈسپلن سے ہٹ کر اپنا کام کر رہے ہیں۔ دوسری طرف سرکاری سطح پر تعلیمی نصاب میں تبدیلی کے نعرے جا بجا بلند ہوتے رہے اور ایسی خبریں آنے لگتیں کہ تعلیمی سال نصف بیت جانے کے باوجود بھی تبدیل شدہ نصاب

کی نئی کتب طلبہ کو نہیں مل سکیں جس کی وجہ سے طلبہ کا بڑا حرج ہو رہا ہے۔ یہ خبریں عموماً اگلا تعلیمی سال شروع ہونے تک آتی رہتیں۔ اس دوران میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں اور غیر ملکی نصاب نے یہاں گھر کرلیا۔ ان پرائیویٹ سکولز نے مغربی تہذیب کے خوشنما اور دلفریب نعروں کو خواص وعوام میں مقبول کرنے اور قابلِ قبول بنانے کے لیے ہر قسم کا حربہ استعمال کیا اور پہلے اشرافیہ اور پھر متوسط طبقہ دجال کے ان کارخانوں کی طرف کھنچتے چلے گئے۔ دوسری طرف سرکاری تعلیمی اداروں کا حال یہ تھا کہ تبدیل شدہ نصابی کتب کے منتظر طلبہ کو بہت بعد میں علم ہوتا کہ کتاب کے محض ’لے آوٹ‘ (layout) میں ہی تبدیلی ہوئی ہے، متن میں کچھ نہیں بدلا۔ ان سب باتوں سے قطع نظر یہ بھی ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ مشرف دور میں نصابی کتب میں واضح طور پر مغرب کے حکم پر تبدیلیاں کی گئیں۔ نصاب میں جہاں کہیں جہاد وقتال کا ذکر تھا اُسے یکسر نکال دیا گیا یا پھر اُس کو اس انداز میں پیش کیا گیا کہ اُس کا مقصد ہی فوت ہوگیا۔ اسلامی نظریاتی سوچ کو ہر ممکن طور پر دبایا گیا اور روشن خیالی کو فروغ دیا گیا۔ اُسی دور میں تعلیمی اداروں میں ہفتہ وار دو چھٹیاں ہونے لگیں، امتحانات معروضی ہونے لگے، نویں، دسویں اور گیارہویں، بارہویں جماعتوں کے امتحانات میں عام طلبہ اتنے نمبر حاصل کرنے لگے کہ جتنے چند سال پہلے ٹاپ کرنے والے بچے بھی نہیں لے پاتے تھے۔ گریجویشن کی ڈگری کا معیار تو گرتا گیا لیکن اس کی معیاد بڑھا دی گئی لہٰذا اضافی اخراجات سے خاص طور پر متوسط درجے کے طالب علم بہت متاثر ہوئے۔

اس میں شک نہیں ہے کہ تعلیمی نصاب میں معمولی سی تبدیلی کر دینے سے ہی اگلی نسل پر بہت گہرے اثرات مرتب ہو جاتے ہیں۔ لارڈ میکالے کو برطانیہ سے ہندوستان کے گورنر جنرل کی کونسل میں قانونی امور میں مشاورت کے لیے بھیجا گیا تھا۔ اُس نے ہندوستان کے مختلف علاقوں کے دورے کر کے رپورٹ مرتب کی کہ یہاں کے لوگوں کی اخلاقی اقدار بلند، شرح خواندگی تقریباً سو فیصد اور سمجھ بوجھ اتنی صائب ہے کہ اس ملک کو اُس وقت تک تسخیر نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ ان کی دینی اور ثقافتی اقدار کو تبدیل نہ کر دیا جائے۔ لہٰذا سفارش کی جاتی ہے کہ سب سے پہلے ان کا قدیم نظامِ تعلیم اور تہذیب بدل دی جائے۔ ان کے اذہان سے ان کی اقدار نکال کر ہمیں اپنی مرضی کی اقدار ڈالنا ہوں گی پھر ہی ہم ان پر حکومت کر سکیں گے۔ بصورت دیگر ہماری ہر کوشش ناکام ہوگی۔ اُس وقت ہندوستان میں سرکاری زبان فارسی تھی اور عام طور پر مدرسوں میں جہاں مسلمان بچے تعلیم حاصل کرتے تھے، شیخ سعدی کی گلستان اور بوستان پڑھائی جاتی تھیں۔ ان دو کتابوں میں ہی علم کا اتنا وسیع خزانہ موجود تھا کہ لارڈ میکالے اُس سے خوفزدہ ہوگیا۔ لہٰذا گلستان اور بوستان کو تعلیمی نصاب سے بتدریج ہٹایا جانے لگا اور آخر کار وہ وقت بھی آ گیا کہ یہ کتابیں پڑھانے والے شاذ ہی رہ گئے۔ پھر یہ اعلان کیا گیا کہ پرانے قاعدے دے کر نئے قاعدے لے جائیں اور پرانے قاعدے ایک ایک روپے کے عوض خریدے گئے۔ جنہوں نے پرانے قاعدے فروخت نہیں کیے اُنہیں باغی قرار دے کر نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔ انیسویں صدی کی چھٹی دہائی میں ہندوستان کا نظامِ تعلیم چوتھی دہائی سے یکسر مختلف ہو چکا تھا۔ اُس نظامِ تعلیم سے فارغ التحصیل کمپنی بہادر اور سلطنت برطانیہ کے وفادار تھے اور روز بروز ترقی کی منازل بھی طے کر رہے تھے جبکہ نقشِ کہن پر اڑ جانے والوں کو ناکامیاں ملیں۔ اس دوران سرسید احمد خان مرحوم نے عوام الناس کو یہ مژدہ سنا دیا کہ نیا نصابِ تعلیم اپنانا وقت کی ضرورت ہے۔ وقت کی ضرورت ہی کا لحاظ کرتے ہوئے ہندوستان کے مسلمان لارڈ میکالے کی خواہشات کی ایسی تمثیل بنے کہ ’’صحیح‘‘ ’’غلط‘‘ ہوگیا اور ’’غلط‘‘ ’’صحیح‘‘ ہوگیا۔

انتہائی افسوسناک بات یہ ہے کہ آج سے پانچ سال پہلے تک نصاب میں جتنی بھی تبدیلیاں کی گئیں، اُن سب کا فائدہ غیر ملکی آقاؤں کو ہی ہوا اور پاکستان کے عوام نظریاتی، اخلاقی بلکہ ہر سطح پر نیچے سے نیچے گرتے چلے گئے۔ گزشتہ صدی کی آخری دہائی تک سکولوں میں بچوں کی جسمانی صحت کی طرف بھی خاص توجہ دی جاتی تھی۔ ڈرل، پی ٹی کا ایک پیریڈ مخصوص ہوتا تھا جس میں طلبہ کو مختلف کھیل کھیلنے کا موقع دیا جاتا تھا۔ کالج میں این سی سی اور ویمن گارڈ کے ذریعے شہری دفاع اور محدود جنگی حکمت عملی کی تربیت دی جاتی تھی۔ اس عملی تربیت کی وجہ سے عوام میں اجتماعیت کا شعور بیدار ہونے لگا تو شاید اربابِ اختیار کو محسوس ہوا کہ آقاؤں کو تو یہ پسند ہی نہیں۔ لہٰذا نصابِ تعلیم میں اصلاحات کے نام پر یہ سب کچھ ختم کر دیا گیا اور اس کی جگہ وومن ایمپاورمنٹ کے نام پر کچھ ایسے در وا کیے گئے جن سے ملک میں زر آنے لگا اور قومی حمیت کا رفتہ رفتہ جنازہ نکل گیا۔ تعلیمی اداروں میں جہاں کبھی علمی مباحثے منعقد ہوتے تھے اب نئے قائم شدہ نجی تعلیمی اداروں میں کیٹ واک، فیشن شوز اور ناچ گانے کے مقابلے ہونے لگے۔ گویا تعلیمی اداروں کا معیار مغربی تہذیب کی قبولیت ٹھہرا۔ اور روایتی دینی مزاج اور اقدار کے حامل تعلیمی ادارے مقبولیت کی اس دوڑ میں پیچھے رہ گئے۔ مشرف دور میں یونیورسٹی میں پڑھنے والے عمر نامی ایک نوجوان سے کسی صحافی نے سوال کیا کہ آپ کا نام عمر ہے، کیا آپ اس نام کے کسی صحابیؓ کو جانتے ہیں تو اُس کا جواب نفی میں تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ! مقامِ عبرت ہے کہ یہی نسل اس وقت تقریباً ہر شعبۂ زندگی میں پاکستان کی ’’خدمت‘‘ پر مامور ہے اور ہم سب اس کے ثمرات کو سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

21 ویں صدی کی تیسری دہائی کے آغاز میں نصابِ تعلیم کے حوالے سے پاکستان میں ایک انتہائی مثبت تبدیلی بھی دیکھنے میں آئی، جو کسی معجزے سے کم نہیں۔ وفاق اور دو صوبوں کی سطح پر قرآن پاک کے متفقہ ترجمہ کو تعلیمی نصاب کا حصہ بنا دیا گیا۔ اس کامیابی میں کراچی کے ادارے علم فاؤنڈیشن اور اُن کے ذمہ داران کا کلیدی کردار ہے۔ اللہ اُنہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس کے علاوہ قرآن پاک کے ناظرہ اور سیرت النبی ﷺ کو بھی لازمی مضامین کے طور پر نصاب میں شامل کیا گیا۔

بہر حال کچھ عرصہ قبل مطالعہ پاکستان کی تعلیم متروک ہونے کی خبر کے بعد جب نصابِ تعلیم میں تبدیلی کے حکومتی ارادوں کی خبر موصول ہوئی تو کلیجہ منہ کو آ گیا۔ تعلیمی نصاب میں تبدیلی کی آڑ میں کہیں قرآنِ پاک کے ناظرہ اور ترجمہ کی تعلیم تو ختم نہیں کی جارہی؟ ہماری دُعا ہے کہ ہمارا یہ خدشہ درست نہ ہو، کہیں حقیقت کا روپ نہ دھار لے، ورنہ اب کے گرے تو سنبھلنے میں پھر کئی صدیاں بیت جائیں گی۔

اُسوۂ حسنہ اور ہمارا طرزِ عمل

(قرآن و حدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 13 ستمبر 2024ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

ماہ ربیع الاوّل میں حضور ﷺ سے محبت وعقیدت کے بلند و بانگ دعوؤں کے ساتھ ساتھ بہت سی تقریبات اور محافل کا انعقاد کیا جاتا ہے لیکن بحیثیت اُمتی جو اصل کام ہمیں کرنا چاہیے تھا اُس کی طرف توجہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ اصل میں تو ہمیں حضور ﷺ کے اُسوہ کی پیروی کا حکم دیا گیا تھا۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾﴾ (الاحزاب) ’’(اے مسلمانو!) تمہارے لیے اللہ کے رسولؐ میں ایک بہترین نمونہ ہے (یہ اُسوہ ہے) ہر اُس شخص کے لیے جو اللہ سے ملاقات اور آخرت کی امید رکھتا ہو اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتا ہو۔‘‘

ماہ ربیع الاوّل میں اس آیت کریمہ کی تلاوت کا بھرپور اہتمام ہوتا ہے اور اس کے تعلق سے کلام بھی ہوتا ہے مگر اُسوۂ حسنہ کا اصل تقاضا کیا ہے؟ اس حوالے سے قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ﴾ (النساء:80)

’’جس نے اطاعت کی رسول کی، اُس نے اطاعت کی اللہ کی‘‘

اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لیے بھی اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت کا تقاضا ہے اور اللہ کی محبت کے دعوے کے لیے بھی اللہ کے رسول ﷺ کی اتباع یعنی پیروی کا ثبوت ہم سے مانگا گیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ﴾ (آل عمران: 31)

’’(اے نبی ﷺ!) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔‘‘

ہماری زندگی کا سب سے بڑا مقصد اگر یہ ہو کہ اللہ راضی ہو جائے تو زندگی کامیاب ہے لیکن اگر اللہ راضی نہ ہوا تو پھر زندگی تباہ و برباد ہے۔ اللہ کیسے راضی ہوگا، اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کا اُسوہ ہمارے سامنے رکھا تاکہ ہم اس پر عمل پیرا ہو کر اللہ کی رضا حاصل کر سکیں۔ جامع ترمذی کی روایت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِيْ فَقَدْ اَحَبَّنِيْ وَ مَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيَ فِي الْجَنَّةِ)) ’’جس نے میری سنّت سے محبت کی، اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی، وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔‘‘

مرتب: ابوابراھیم

اسی تناظر میں آج ہم حضور ﷺ کی سیرت کے چند اہم پہلوؤں کا مطالعہ کریں گے تاکہ ہمارے سامنے یہ بات واضح ہو جائے کہ حضور ﷺ کا اُسوہ کیا تھا اور بحیثیت اُمتی ہمارے لیے اس حوالے سے کیا تقاضے ہیں۔

(1)۔ رسول اللہ ﷺ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق

یہ بہت وسیع موضوع ہے، البتہ یہاں چند باتیں عرض کرنا مقصود ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ رات کا قیام فرماتے تھے جسے ہم قیام اللیل اور تہجد بھی کہتے ہیں۔ قرآن کریم کی گواہی ہے کہ ایک تہائی، آدھی یا دو تہائی رات آپ ﷺ کا قیام ہوتا تھا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ آپ ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں پوری رات قیام فرماتے تھے اور بعض اوقات قیام اتنا طویل ہوتا تھا کہ آپ ﷺ کے پاؤں میں ورم آجاتا تھا۔ صحابہ کرام ؓ پوچھتے تھے کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ اتنی محنت کیوں کرتے ہیں، آپ تو معصوم ہیں، بخشے بخشائے ہیں؟ آپ ﷺ فرماتے: کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار بندہ نہ بنوں؟

اس تناظر میں ہم اپنا جائزہ لیں کہ ہمارا اللہ کے ساتھ تعلق کیسا ہونا چاہیے۔ حضور ﷺ معصوم ہو کر اللہ کا شکرگزار بندہ بننے کے لیے اتنی عبادت کر رہے ہیں تو ہم گنہگاروں کو کتنا فکرمند ہونا چاہیے۔ جمہور علماء کے نزدیک تہجد بھی حضور ﷺ پر فرض تھی، ہمارے لیے نفل ہے لیکن پانچ وقت کی نماز تو فرض ہے۔ آج ہماری فرض نمازوں کی کیا کیفیت ہے؟ ماہ ربیع الاوّل میں بڑی عالی شان تقریبات اور محافل کا اہتمام ہوتا ہے، حضور ﷺ سے محبت کے بڑے بڑے دعوے بھی ہوتے ہیں لیکن دوسری طرف نمازیں ضائع ہو رہی ہوتی ہیں، اُسوہ رسول ﷺ کے منافی کام بھی ہو رہے ہوتے ہیں۔ اب تو تمام مکاتب فکر کے علماء اس پر آواز اُٹھا رہے ہیں کہ 12 ربیع الاوّل کے نام پر تقریبات میں جو کچھ ہو رہا ہے، یہ درست نہیں ہے۔ چوری کی بجلی استعمال ہو رہی ہے، بے پردگی، بے حیائی اور ناچ گانا تک ہو رہا ہے، یہاں تک کہ مخلوط ماحول میں شریعت کی دھجیاں اُڑائی جا رہی ہیں۔ مختلف کمپنیز اس موقع پر اپنی مخصوص پروڈکٹس لانچ کرتی ہیں، انہوں نے اس کو کمائی کا ذریعہ بنا لیا ہے۔ ادھر سیرت کا جلسہ ہو رہا ہے اور اس میں ڈانس ہو رہا ہے اور نمازیں ضائع ہو رہی ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! حالانکہ حضور ﷺ کا اُسوہ تو یہ تھا کہ آپ ﷺ فرماتے: بلال اذان کہو اور ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک دو۔ آپ ﷺ فرماتے: ((قرة عينى فى الصلوة)) ’’میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔‘‘ حضور ﷺ نے کبھی کسی کو بددعا نہیں دی لیکن غزوۂ احزاب

کے موقع پر آپ ﷺ کی نمازِ عصر قضا ہوگئی تو آپ ﷺ نے بددعا دی کہ ''جن لوگوں کی وجہ سے یہ نماز قضا ہوئی ہے، اللہ اُن کے گھروں کو آگ سے بھر دے، ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔'' اللہ کے نبی ﷺ کو نماز اتنی محبوب تھی۔ آج اُمت کا حال یہ ہے کہ آپ ﷺ سے محبت کا دعویٰ ہے مگر آپ ﷺ کی نسبت سے منعقد ہونے والی تقریبات میں بھی نمازیں ضائع ہو رہی ہیں۔

حضور ﷺ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق ایسا تھا کہ ہر لمحہ آپ ﷺ کا مکمل توکل اللہ پر ہوتا تھا۔ غارِ ثور کا مشہور واقعہ ہے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خدشہ ظاہر کیا کہ اگر دشمن جھانک لیں تو ہمیں پالیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے ابوبکر! تمہارا ان دو کے بارے میں کیا خیال ہے کہ جن کے ساتھ تیسرا اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ اللہ نے قرآن میں اس بات کو نقل کیا ہے:

﴿اِذۡ يَقُوۡلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحۡزَنۡ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا﴾ (التوبہ:40) ''جبکہ وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے کہ غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

آج ہم مشکل اور بدلتے حالات میں کبھی سوچتے ہیں کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے؟ اسی طرح اللہ کے ساتھ مستقل تعلق کے حوالے سے اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں دعائیں بھی تعلیم کی ہیں۔ صبح بیدار ہونے سے لے کر رات کو سونے تک کی دعائیں اس تعلیم میں شامل ہیں۔ اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں اذکار کی تعلیم دی ہے۔ یہ سب چیزیں سنت رسول ﷺ میں بھی شامل تھیں۔ آج کیا ہم ان دعاؤں اور اذکار کا اہتمام کرتے ہیں؟ آپ ﷺ کا اللہ سے تعلق تو ایسا تھا جیسا کسی سے بھی نہ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اگر میں انسانوں میں سے کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا۔ یہاں تک کہ وصال کے وقت حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے بھی مجھ پر احسان کیا اُس کا بدلہ میں نے چکا دیا مگر ابوبکر کے احسان کا بدلہ انہیں اللہ دے گا۔ یعنی ابوبکر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے اس قدر محسن رفیق تھے مگر آپ ﷺ نے اپنا دوست اللہ کو بنایا۔ بالکل آخری لمحات میں جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے محسوس کیا کہ آپ ﷺ دنیا سے تشریف لے جا رہے ہیں تو آپ روئیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بیٹا! آج کے بعد تیرے ابا جان کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی کیونکہ میں اپنے رب سے ملاقات کے لیے جا رہا ہوں۔ آپ ﷺ کی زبان پر آخری الفاظ یہ تھے: ((اللھم الرفیق الاعلیٰ))

''اے اللہ! تو ہی میرا سب سے بڑھ کر دوست ہے۔''

آج ہم سوچیں کہ کیا ہمارا اللہ کے ساتھ ایسا تعلق ہے؟ کیا اللہ ہماری ترجیحات میں شامل ہے؟ حالانکہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یہ تعلیم دی ہے:

﴿قُلۡ اِنَّ صَلَاتِىۡ وَنُسُكِىۡ وَمَحۡيَاىَ وَمَمَاتِىۡ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ﴾ (الانعام:162) ''آپ کہیے میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔''

اللہ ہمیں حضور ﷺ کی پیروی کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے تعلق کی مضبوطی کی توفیق عطا فرمائے۔

(2) رسول اللہ ﷺ کا فکرِ آخرت

ایک مرتبہ آپ ﷺ کے گھر بکری ذبح ہوئی۔ آپ ﷺ جب واپس تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا بچ گیا؟ عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! ایک شانہ بچ گیا ہے باقی سب اللہ کی راہ میں تقسیم کر دیا گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ کی راہ میں خرچ ہوگیا وہ تو بچ گیا لیکن جو بچ گیا وہ خرچ ہوگیا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ثُمَّ لَتُسۡـَٔـلُنَّ يَوۡمَئِذٍ عَنِ النَّعِيۡمِ﴾ (التکاثر:8) ''پھر اس دن تم سے ضرور پوچھا جائے گا نعمتوں کے بارے میں۔''

جو اللہ کی راہ میں دے دیا وہ تو آخرت کا خزانہ ہے، اس کا اجر وہاں مل جائے گا بلکہ 10 گنا سے لے کر 700 گنا تک زیادہ اجر ملے گا۔ قرآن میں فرمایا:

''ان لوگوں کی مثال جو اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ایسی ہے کہ جیسے ایک دانہ جو سات بالیں اگائے ہر بال میں سو سو دانے، اور اللہ جس کے واسطے چاہے بڑھاتا ہے اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔'' (البقرہ:261)

لہٰذا اصل خزانہ آخرت کا خزانہ ہے۔ پھر یہ کہ اللہ کی ان نعمتوں کے بارے میں بھی آخرت میں سوال ہوگا جن کو ہم دنیا میں خرچ کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی ترجیح آخرت تھی، دنیا نہیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے حجرے میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ ﷺ صرف ایک تہبند میں زمین پر چٹائی بچھا کر آرام فرما رہے ہیں جس سے آپ کے جسم مبارک پر نشان پڑ گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمانے لگے: اے اللہ کے رسول ﷺ! روم اور ایران کے بادشاہ مشرک، کافر اور اللہ کے باغی ہیں مگر وہ تو عالی شان محلوں میں سوتے ہیں اور عیش کرتے ہیں جبکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور اس کیفیت میں زندگی گزار رہے ہیں؟ فرمایا: اے عمر! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ ان لوگوں کو دنیا مل جائے اور ہمیں آخرت مل جائے؟

دنیا میں بڑے سے بڑا محل اور تمام تر عیش و آرام عارضی اور فانی ہے، جبکہ آخرت دائمی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

''اور یہ دنیا کی زندگی تو کھیل اور تماشے کے سوا کچھ نہیں اور آخرت کا گھر ہی یقیناً اصل زندگی ہے۔ کاش کہ انہیں معلوم ہوتا!'' (العنکبوت:64)

''بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، جبکہ آخرت بہتر بھی ہے اور باقی رہنے والی بھی۔'' (الاعلیٰ:16،17)

یہ آخرت کی فکر ہی تھی کہ اپنی زندگی کے آخری دنوں میں خطاب عام میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر مجھ سے کسی کو کوئی زیادتی ہوئی ہو تو وہ ابھی آ کر مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے۔'' غور کیجیے! اللہ کے رسول ہیں اور معصوم ہیں مگر اس کے باوجود آخرت کی جوابدہی کی اتنی فکر ہے۔ آج ہم روزانہ کتنے لوگوں کا حق مارتے ہیں، کتنے لوگوں پر ظلم کرتے ہیں، کیا ہمیں اس کی فکر ہے کہ ہم نے حساب دینا ہے؟ اُسوہ پر عمل کا تقاضا تو یہ ہے کہ ہم اس دنیا میں معافی مانگ لیں، دوسروں کا حق ادا کر دیں ورنہ اللہ قرآن میں فرماتا ہے:

''اے اہل ایمان! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور ہر جان کو دیکھتے رہنا چاہیے کہ اُس نے کل کے لیے کیا آگے بھیجا ہے!'' (الحشر:18)

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

(حاسبوا انفسکم قبل ان تحاسبوا) ''اپنا محاسبہ خود کر لو اس سے پہلے کہ تمہارا محاسبہ کیا جائے۔''

پھر وہ دعا بھی یاد رہے:

((اَللّٰھُمَّ حَاسِبۡنَا حِسَابًا یَّسِیۡرًا)) ''اے اللہ ہم سب کے حساب کو آسان فرما دے۔''

(3) رسول اللہ ﷺ کا حسنِ معاشرت

مفسرین لکھتے ہیں کہ جب حضور ﷺ پر پہلی وحی نازل ہوئی تو آپ ﷺ خوف اور گھبراہٹ کی کیفیت میں گھر لوٹے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: مجھے کمبل اوڑھا دو۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو تسلی دی کہ اللہ ہرگز آپ ﷺ کو ضائع نہیں فرمائے گا کیونکہ آپ ﷺ صلہ رحمی کرتے ہیں، کمزوروں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، یتیموں کے ساتھ بھلا سلوک کرتے ہیں، رشتہ داروں کا حق ادا کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ جو

آپ ﷺ کو محروم کرتا ہے، آپ ﷺ اُس کو عطا کرتے ہیں اور جو آپ ﷺ کے ساتھ بُرا کرتا ہے آپ ﷺ اس کے ساتھ اچھا کرتے ہیں۔ یہ گویا آپ ﷺ کے حسن معاشرت کی ہی گواہی تھی جو آپ ﷺ کے گھر سے دی جا رہی تھی۔ اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کیا ہیں؟ فرمایا: (کان خلقه القرآن) ''اللہ کے پیغمبر ﷺ کے اخلاق تو قرآن ہیں۔'' یعنی آپ ﷺ مجسم قرآن تھے۔ ایسی ہزاروں گواہیاں آپ ﷺ کے گھر سے ملیں گی۔ آج ہم غور کریں کہ ہمارے گھر والوں کی ہمارے بارے میں گواہیاں کیسی ہوں گی؟ کیا حضور ﷺ کے اُسوہ کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ ہم حسن معاشرت اختیار کریں؟ اسی طرح حضور ﷺ کی خادمہ نقل کرتی ہیں کہ حضور ﷺ کے ہاں ایک بیٹی کی ولادت ہوئی۔ آپ ﷺ کعبہ شریف کے پاس تھے۔ میں نے جا کر حضور ﷺ کو بشارت دی۔ حضور ﷺ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اُٹھا۔ آپ ﷺ نے اللہ کا شکر ادا کیا، وہاں سے دوڑے دوڑے گھر آئے اور اپنی بیٹی کو سینے سے لگا کر چومتے رہے اور بار بار اللہ کا شکر ادا کرتے رہے۔ حالانکہ اسی دور میں جب مشرکین کو بیٹی کی پیدائش کی خبر ملتی تھی تو ان کے چہرے سیاہ پڑ جاتے تھے (النحل: 58) یہاں تک کہ اس زمانے میں بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا لیکن آپ ﷺ کا حسن معاشرت یہ تھا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اگر اولاد میں سے کسی کو ترجیح دینے کی اجازت ہوتی تو میں بیٹیوں کو بیٹوں پر ترجیح دیتا۔ آج ہم بھی اپنا جائزہ لیں۔ خود کو حضور ﷺ کا اُمتی کہتے ہیں اور بیٹی کی پیدائش پر ہماری کیفیات کیا ہوتی ہیں؟ اسی طرح موازنہ کیجیے کہ خوشی وغمی کے موقع پر حضور ﷺ کا اُسوہ کیا ہوتا تھا اور آج ہمارا کیا طرزِ عمل ہے؟ آپ ﷺ کے عزیز بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھی تھے لیکن زبان پر یہ فرمان تھا کہ اے بیٹا! تیری جدائی میں دل غمگین ہے، آنکھ آنسو بہاتی ہے مگر زبان پر وہی ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے۔ یعنی آپ ﷺ نے رب سے شکوہ بھی نہیں کیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور ﷺ گھر میں کیسے رہتے ہیں؟ فرمایا: کچھ آرام بھی کرتے ہیں، نوافل بھی ادا کرتے ہیں، گھر والوں سے گفتگو بھی کرتے ہیں، ان کی حاجات کو پورا کرنے کی کوشش بھی کرتے ہیں اور ان کے کاموں میں ہاتھ بھی بٹاتے ہیں۔ کبھی بکری کا دودھ خود دوہ لیتے، کبھی اپنا جوتا خود مرمت کر لیتے۔ آج ہم بھی اپنا جائزہ لیں کہ گھر والوں کے ساتھ کیسے رہتے ہیں؟

(4) رسول اللہ ﷺ کا حسن اخلاق

ایک غزوہ یا کسی سفر کا موقع تھا، کہیں پڑاؤ ڈالا گیا تو کھانے کا وقت آیا۔ کسی نے کہا کہ بکری میں ذبح کروں گا، کسی نے کہا کھال میں اُتار دوں گا، کسی نے کہا کہ کھانا میں تیار کر دوں گا، اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ لکڑیاں میں لے کر آؤں گا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ آرام فرمائیں۔ فرمایا: مجھے یہ پسند نہیں کہ میں اپنے آپ کو دوسروں پر ترجیح دوں۔ غور کیجیے! اللہ کا رسول ہو کر آپ ﷺ نے اپنے لیے کوئی امتیازی شان پسند نہیں فرمائی۔ آج ہمارا اور ہمارے لیڈروں کا حال کیا ہے؟ اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ سے بڑھ کر مسکراتا چہرہ کسی کا نہیں تھا مگر آپ ﷺ کو کبھی قہقہہ مار کر ہنستے ہوئے نہیں دیکھا گیا۔ اللہ کا خوف اور حیا اس قدر تھی کہ رات کو تہجد میں رو رو کر اللہ سے التجائیں کرتے تھے۔ حسن اخلاق کا عالم یہ تھا کہ صحابی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب میں آپ ﷺ سے ملتا تو آپ ﷺ مجھ پر اتنی توجہ فرماتے کہ لگتا مجھ سے بڑھ کر دنیا میں آپ ﷺ کو کوئی محبوب نہیں ہے۔ آج ہمارا حال کیا ہے؟ سمارٹ فون سے نظریں ہٹا کر ایک دوسرے سے سلام دعا تک کرنے سے عاری ہیں۔ بچے سکول سے واپس آتے ہیں، سلام تک کرنے اور والدین ان کو توجہ دینے سے عاری ہیں۔

روایات میں ہے کہ آپ ﷺ ایک کنواری اور باپردہ خاتون سے بھی زیادہ حیا کرنے والے تھے، حیا کا ایک پہلو یہ بھی ہوتا ہے کہ ہر برائی سے بندہ دور رہے۔ آج ہمارا حال کیا ہے؟ بقول شاعر ؎

غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

آج کسی نے اپنا کریکٹر سرٹیفکیٹ چیک کرنا ہو تو سمارٹ فون چیک کر لے پتا چل جائے گا کہ غیرت، حمیت، حیا کہاں جا رہی ہے۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: حیا اور ایمان دونوں ساتھی ہیں ایک چلا جائے تو دوسرا بھی چلا جائے گا۔

حضور ﷺ کے حسن اخلاق کا ایک اور پہلو ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دس برس تک میں حضور ﷺ کا خادم رہا۔ آپ ﷺ نے ایک مرتبہ بھی مجھے یہ نہیں کہا کہ تم نے فلاں کام کیوں نہیں کیا یا فلاں کام کیوں کیا؟

(5) رسول اللہ ﷺ کا حسن معاملہ

ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ذمہ داری لگائی کہ وہ رات کو آپ ﷺ کے بستر پر سو جائیں اور صبح اُن سب کی امانتیں لوٹا دیں جنہوں نے اپنی امانتیں حضور ﷺ کے پاس رکھوائی تھیں۔ غور کیجیے! حالانکہ وہ کافر اور مشرک آپ ﷺ کی جان کے دشمن بنے ہوئے تھے اور آپ ﷺ کی جان لینے کی منصوبہ بندی کر کے بیٹھے ہوئے تھے لیکن دوسری طرف ان ہنگامی حالات میں بھی حضور ﷺ کو ان کی امانتیں لوٹانے کی فکر تھی۔ یہ آپ ﷺ کا حسن معاملہ ہی تھا کہ آپ ﷺ کے دشمن بھی آپ ﷺ کو الصادق اور الامین کہتے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: اُس کا کوئی ایمان نہیں جو امانت کی پاسداری نہ کرے۔ عہد کی پاسداری بھی امانت کی پاسداری ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر مشرکین کے ساتھ جو معاہدہ ہو رہا تھا اُس میں یہ شق بھی تھی کہ اگر کوئی اسلام قبول کر کے مسلمانوں کے پاس آئے گا تو وہ اُسے واپس کر دیں گے۔ اسی دوران ابوجندل رضی اللہ عنہ مشرکین کی قید سے نکل کر زخمی حالت میں حضور ﷺ کے پاس آ گئے۔ حضور ﷺ نے انہیں یہ کہہ کر واپس بھیج دیا کہ اے ابوجندل! میں معاہدہ کر چکا ہوں۔ یہ عہد کی پاسداری کی ایک اعلیٰ مثال تھی۔

آج ہم اُمتی اپنا جائزہ لیں کہ حضور ﷺ سے محبت کے کتنے دعوے ہیں اور آپ ﷺ کے اُسوہ پر کس قدر عمل پیرا ہیں؟ محض محافل میلاد منانے سے اور رنگا رنگ تقریبات کا انعقاد کرنے سے اللہ راضی نہیں ہوگا بلکہ اللہ اُس وقت راضی ہوگا جب ہم حضور ﷺ کی اطاعت عملی طور پر بھی کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

❁❁❁

ضرورت رشتہ

☆ بخاری فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم بی ایس (جاری) قد "5'.5"، کے لیے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ، برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0322-6158909

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کر لیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

جمہوریت میں ادارے نہیں، آئین بالادست ہوتا ہے

ایوب بیگ مرزا

آئین میں چھبیسویں ترمیم جس میں بہت سی ترامیم پوشیدہ تھیں اُس کے لیے طرفین کی طرف سے ہر ہر سطح پر جو کچھ ہوا اور جس طرح ساری قوم ایڑیوں پر کھڑی تھی یوں لگتا تھا کہ ایٹمی جنگ چھڑنے والی ہے یا کم از کم پانی پت کی چوتھی جنگ اب 2024ء میں اسلام آباد کے میدان میں لڑی جانے والی ہے۔ مجوزہ ترمیم کے شور وغوغا نے آسمان یوں سر پر اٹھایا ہوا تھا کہ ہمسائے ممالک کی نیندیں بھی خراب ہو رہی تھیں۔ شنید یہ ہے کہ عرب ممالک سے ایک حکمران نے بھی رابطہ کیا گویا یہ تماشا گلوبل ہو گیا تھا البتہ ہر کوئی یہ کہہ رہا تھا کہ ترمیم کا مسودہ میں نے تو ابھی تک نہیں دیکھا اور جمہوریت کی تاریخ کا سب سے بڑا لطیفہ یہ ہوا کہ ایک موقع پر وزیر قانون اعظم نذیر تارڑ کے منہ سے نکل گیا کہ مجوزہ ترمیم کا مسودہ تو میں نے بھی نہیں دیکھا حالانکہ پاکستان سمیت دنیا بھر میں یہ ہوتا ہے کہ آئین میں ترمیم تو بڑی بات ہے عام قانون سازی بھی وزیر قانون سے شروع ہو کر وزیر قانون پر ختم ہوتی ہے۔ کوئی قانون سازی یا آئینی ترمیم کسی وزیر اعظم کا brain child ہو سکتی ہے لیکن وزیر قانون اُس کو تیار کرتا ہے ہاں نوک پلک سنوارنے کے لیے وہ دوسروں سے خاص طور پر قانونی ماہرین سے مدد لے لیتا ہے لیکن اُن کی حیثیت اس حوالے سے محض سہولت کار کی ہوتی ہے۔ بہر حال گزشتہ اڑھائی سال سے جس طرح دنیا کے لیے مختلف انداز میں مزاح کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے اس سے تو شنید ہے کہ اب اپنے بھی تنگ آ گئے ہیں۔ کہتے ہیں بڑے میاں صاحب نے برادر خورد کو تو اس پر بہت ڈانٹا ہے کیونکہ جب مولانا فضل الرحمان سے حمایت حاصل کرنے کے لیے حکومت کا وفد گیا تھا تو اُن کے پاس بھی ترمیم کا مسودہ نہ تھا۔ مولانا نے بھی جاتے ہوئے یہی شکوہ کیا کہ مسودے کی اتنی پردہ داری کیوں ہے؟

بہر حال فی الحال وہ ڈریکولا ترمیم ٹل گئی ہے جس کا بعد ازاں مسودہ دیکھ کر کسی کی خوف سے گھگھی بندھ جاتی تھی اور کسی کے ہنستے ہنستے آنکھوں سے آنسو چھلک جاتے تھے کہ یہ ترمیم ایک ایسی حکومت پیش کر رہی ہے جو وقت بے وقت جمہوریت کا ڈھول پیٹتی رہتی ہے۔ یہ جمہوریت خاص طور پر اُس کے ایک ستون عدلیہ پر خودکش حملہ تھا جو بروقت پکڑا گیا اور فی الحال ملک وقوم بڑی تباہی سے بچ گئے۔ بہر حال مستقبل میں بھی حماقت خیز ترمیم جو قیامت خیز ہو گی اُس کی تراش خراش کر کے اسمبلی میں لانے کوشش کی جائے گی اور سپریم کورٹ کے اوپر ایک کورٹ بنا کر عدلیہ کو حکومت ریموٹ کنٹرول کے ذریعے آگے پیچھے کرتی رہے گی۔ جلدی اور بے حد جلدی اس لیے ہے کہ 25 اکتوبر آیا چاہتا ہے۔ جب حکومت اپنے ایک ایسے محسن سے ہاتھ دھو بیٹھے گی جس نے حکومت دلوانے میں کلیدی کردار ادا کیا ہے اور بقول سابق اسسٹنٹ کمشنر راولپنڈی لیاقت علی چٹھہ 2024ء کے انتخابات میں جو شفافیت کو ذبح کیا گیا تھا اور عوام کے مینڈیٹ پر ڈاکہ ڈالا گیا تھا اُس میں موصوف چیف الیکشن کمشنر کے بھرپور ساتھی اور مددگار تھے۔

اندازہ کیجئے کہ حکومت نے یہ طوفان ایک ایسے وقت اٹھایا ہے جب شنگھائی کانفرنس سر پر ہے اور اگلے ماہ اس کا انتہائی اہم اجلاس پاکستان میں ہونے جا رہا ہے۔ اگر حکومت کامیاب اغوا پالیسی کے بدولت ترمیم کرنے میں کامیاب ہو جاتی ہے تو تحریک انصاف اور وکلاء کو ملک بھر میں اس کے خلاف تحریک چلانے سے کون روک سکے گا۔ اور وہ معزز مہمان خاص طور پر چین کے وزیر اعظم یہ دھینگا مشتی یہاں دیکھیں گے یا کم از کم سنیں گے تو ضرور تب وہ جو اڑھائی سال سے دہائی دے رہے ہیں کہ ملک میں سیاسی استحکام پیدا کرو ورنہ تمہارا ملک تباہی کی طرف بڑھ رہا ہے اُس کی مزید دہائی دینے کے سوا وہ کیا کر سکتے ہیں۔ کسی خودکشی کرنے والے کو دوسرے بچا نہیں سکتے۔ بہر حال ہم ہیں کہ ایک کان سے سنتے ہیں اور دوسرے کان سے نکال دیتے ہیں کہ ہم صرف طے ہی نہیں کر چکے بلکہ باآوازِ بلند کہتے ہیں جو ہو سو ملک رہے نہ رہے عمران کو جیل سے باہر نہیں نکلنے دیں گے اور ہر دوسرے روز ایک نیا مقدمہ قائم کر رہے ہیں جس کا نہ سر ہوتا ہے نہ پاؤں اور عمران خان کھمبے کی طرح ہے نہ ہلتا ہے نہ جھلتا ہے۔ یعنی ٹس سے مس نہیں ہوتا۔ اپنی ذات کے اِن کھلاڑیوں کو رتی بھر پرواہ نہیں کہ خطے میں کیا تبدیلیاں آ رہی ہیں۔ عرب ممالک کس انجام سے دوچار ہوتے نظر آتے ہیں۔ فلسطینیوں کا خون پانی سے بھی ارزاں کیوں ہو گیا۔ چین اور امریکہ کی بڑھتی ہوئی کشیدگی عالمی سطح پر کیا اثرات مرتب کرے گی وغیرہ وغیرہ پھر یہ کہ اپنی تباہ ہوتی معیشت گہرے گڑھے میں گرتی جا رہی ہے جس میں سے اسے نکالنا مشکل سے مشکل تر ہوتا جا رہا ہے۔ اقتدار کی جنگ اور انا کی دیوانہ وار پوجا اور حسد کی آگ 25 کروڑ عوام کے ملک کو بھسم کرنے کو ہے۔ اگر ذرا سے بھی ملک وقوم کی فکر ہوتی تو سچ یہ ہے کہ قدرت نے پاکستان کے لیے ایک ایسا نادر موقع پیدا کیا ہے۔ حقیقت میں یہ ایک سنہری چانس ہے جسے پاکستانی حکمرانوں نے چاہے وہ اسٹیبلشمنٹ ہو یا سول حکومت، نے ضائع کر دیا تو تاریخ معاف نہیں کرے گی۔ گزشتہ ماہ اگست میں بنگلہ دیش میں تبدیلیوں کی لہر نے سب کچھ تلپٹ کر دیا ہے۔ وہاں سے بھارت کی غلام حکومت کو ذلیل و خوار کر کے ملک بدر کر دیا گیا اور وہاں بھارت دشمن حکومت قائم ہو گئی ہے جس نے پاکستان کی حکومت کو کئی گرین سگنلز دیئے ہیں۔

11 ستمبر کو ڈھاکہ کی پریس کلب میں قائد اعظم کی برسی منائی گئی یہ بنگلہ دیش میں گزشتہ نصف صدی میں پہلی مرتبہ ہوا ہے جس میں پاکستان کے سفیر کو مدعو کیا گیا۔ لیکن تُف ہے پاکستان کی حکومت پر جس نے بھارت کی ناراضی کے خوف سے سفیر کو اُس تقریب میں شرکت کی اجازت نہ دی اور سفارت خانہ کے ایک کمتر افسر کو وہاں بھیج کر بنگلہ دیش کو ایک منفی میسج دیا۔ اس وقت بھارت سے ناراض بنگلہ دیش کی حکومت کی طرف ہمیں دوستی کا ہاتھ بڑھانا چاہیے۔ پھر یہ کہ اس خطے کے دوسرے چھوٹے چھوٹے ممالک جو بھارت سے نفرت کے باوجود اُس کے خلاف کوئی قدم اٹھانے سے اس لیے ڈرتے ہیں کیونکہ اُن کے لیے بھارت ایک بڑی قوت ہے اگر پاکستان ہمت کرے تو اس سے ان چھوٹے ممالک کی بھی حوصلہ افزائی ہو گی اور یہ سب اپنا رخ چین کی

طرف کرلیں گے۔ دوسری طرف افغانستان امریکہ دشمنی برقرار ہے لہٰذا بھارت خطے میں تنہا رہ جائے گا اور امریکہ اس خطے میں یتیم ہوجائے گا۔ سیاستدانوں اور اسٹیبلشمنٹ کو سوچنا چاہیے کہ اندھی خواہشوں کی تکمیل میں اگر ملک کی سلامتی پر حرف آ گیا تو پھر کہاں کی سیاست اور کہاں کا اقتدار۔ بعض سیاست دان اس زعم میں مبتلا ہیں کہ اُن کے بیرون ملک اثاثہ جات اور جائیدادیں ہیں جو ان کی کئی نسلوں کی عیاشیوں کی کفایت کریں گی لیکن راقم آج اعلانیہ کہہ رہا ہے کہ بیرونی ممالک خاص طور پر مغربی ممالک جتنے اپنوں کے لیے ایماندار اور دیانتدار ہیں دوسروں کے لیے اتنے ہی خائن اور بددیانت ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ اُن کے ممالک میں جو کچھ غیروں کا جمع ہے، وہ کرپشن اور بدعنوانی کی کمائی ہے۔ وہ یہ سارے اثاثے اس طرح چٹ کر جائیں گے کہ ہمارے لوگ منہ دیکھتے رہ جائیں گے لہٰذا سمجھنے کی بات یہ ہے کہ حکومت، اپوزیشن اور اسٹیبلشمنٹ اپنی اپنی انا کو قربان کریں باہم مل کر بیٹھیں اور یہ جو انتشار پھیلا ہوا ہے اسے ختم کریں پُرامن ماحول میں پاکستان کی معیشت کو مضبوط کریں کیونکہ جب تک معیشت مضبوط نہیں ہوگی ہم دوسروں خاص طور پر امریکہ کی غلامی سے نجات حاصل نہیں کرسکیں گے۔ طرفین سمجھ لیں کہ امریکہ ہم سے ڈبل گیم کر رہا ہے وہ ایک طرف حکومت کو عمران خان کو رہا کرنے کی اجازت نہیں دے رہا اور دوسری طرف ایسے اقدام کروا رہا ہے جس سے ہر نئے دن عمران خان کی مقبولیت اور حمایت میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ باہمی ٹکراؤ کو بڑھاوا دے کر اپنے پنجے پاکستان میں گاڑھتا چلا جارہا ہے۔ ہمیں اس کی یہ پالیسی سمجھ کر ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جس سے پاکستان آزاد اور باوقار ملک کی حیثیت اختیار کرے۔

❀❀❀

پریس ریلیز 20 ستمبر 2024ء

لبنان پر ہلاکت خیز سائبر حملے درحقیقت جنگ پھیلانے کے اسرائیلی منصوبے کا حصہ ہیں

شجاع الدین شیخ

لبنان پر ہلاکت خیز سائبر حملے درحقیقت جنگ پھیلانے کے اسرائیلی منصوبے کا حصہ ہیں۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ ناجائز صہیونی ریاست نے 7 اکتوبر 2023ء کے بعد جس درندگی کا آغاز کیا تھا اُس کو 11 ماہ سے زائد گزر چکے ہیں۔ غزہ پر اسرائیل کی مسلسل وحشیانہ بمباری سے تقریباً 43 ہزار مسلمان شہید ہوچکے ہیں اور 95 ہزار سے زائد زخمی ہیں۔ شہداء کی اکثریت عورتوں اور بچوں پر مشتمل ہے۔ غزہ کے 85 فیصد گھروں کو تباہ کر دیا گیا ہے اور تقریباً تمام ہسپتالوں، سکولوں اور پناہ گزین کیمپوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا گیا ہے۔ اقوامِ متحدہ کی ایک حالیہ رپورٹ کے مطابق غزہ کے 20 لاکھ مسلمان یعنی آبادی کا تقریباً 95 فیصد کھلے آسمان تلے زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔ خوراک، پانی، ادویات اور دیگر بنیادی ضروریاتِ زندگی کی شدید ترین قلت ہے۔ 15 لاکھ سے زائد افراد مرض اور فاقہ کشی کا شکار ہیں۔ اب مسلمان بلکہ انسانیت دشمن صہیونی درندے جنگ کے دائرہ کو پھیلا کر پوری دنیا کا امن وامان تباہ کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ لبنان میں مسلسل دو دن کے دوران ہزاروں پیجرز اور واکی ٹاکی سمیت دیگر مواصلاتی اور برقی آلات کو تباہ کرکے سائبر دہشت گردی کا ارتکاب کیا گیا جس میں درجنوں افراد شہید اور ہزاروں زخمی ہوگئے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر بڑی طاقتوں کے کسی ناپسندیدہ ملک نے اس نوعیت کی بہیمانہ دہشت گردی کا ارتکاب کیا ہوتا تو ساری دنیا مل کر اُس پر پل پڑتی اور اُس کی اینٹ سے اینٹ بجادی جاتی۔ لیکن اسرائیل کو امریکہ، مغربی یورپ کے اکثر ممالک اور بھارت جیسی طاقتوں کی مکمل پشت پناہی بلکہ معاونت حاصل ہے لہٰذا اُس کی ریاستی دہشت گردی اور فلسطینی مسلمانوں کے قتلِ عام پر پوری دنیا چپ سادھے بیٹھی ہے اور کوئی اسرائیلی درندگی کو روکنے کے لیے عملی اقدامات کرنے کو تیار نہیں۔ امیر تنظیم نے کہا کہ مسلمان ممالک کی بزدلی اور کم ہمتی کا یہ عالم ہے کہ اسرائیلی مظالم کے خلاف کُھل کر آواز بلند کرنے کو بھی تیار نہیں۔ اُنہوں نے کہا کہ اللہ اور رسول ﷺ سے بغاوت کی اس روش نے آج اُمتِ مسلمہ کو دنیا میں ذلیل ورسوا کر رکھا ہے اور مسلمان کا خون انتہائی ارزاں ہو چکا ہے۔ اگر اب بھی مسلمان ممالک کے حکمران اور مقتدر طبقات انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کرکے بغاوت کی اس روش کو ترک نہیں کرتے اور اسرائیلی مظالم کو روکنے کے لیے عملی اقدامات نہیں کرتے تو دنیا کی رسوائی کے ساتھ آخرت میں بھی مجرم قرار پائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ارضِ مقدسہ کے مسلمانوں کی نصرت فرمائے اور اُمتِ مسلمہ کو غیرتِ ایمانی عطا فرمائے۔ آمین!

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

دعائے مغفرت

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

☆ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم گلشن جمال کے رفیق محترم سید صبیح احمد فاطمی کی والدہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0315-8567068

☆ حلقہ کراچی وسطی کی مقامی تنظیم سندھ بلوچ سوسائٹی کے نقیب محترم محمد ہاشم کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

برائے تعزیت: 0321-5176572

☆ حلقہ بہاول نگر، ہارون آباد شرقی کے امیر رانا محمد عرفان کے چچا جان وفات پاگئے۔

☆ حلقہ بہاول نگر کے منفرد مبتدی رفیق محمد شکیل دولتانہ کی تایازاد ہمشیرہ وفات پاگئیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

قولِ زریں

اس چراغ کی طرح جیو جو ایک بادشاہ کے محل میں بھی اتنی ہی روشنی دیتا ہے، جتنی کسی غریب کی جھونپڑی میں۔

ابلیس کی مجلس شوریٰ

(گزشتہ سے پیوستہ)

ابلیس کی مجلس شوریٰ میں تیسرا مشیر کارل مارکس کے نظریہ اشتراکیت کو ابلیسی نظام کے لیے خطرہ قرار دیتا ہے جبکہ چوتھا مشیر مسولینی کی فسطائی تحریک کو کارل مارکس کے اشتراکیت کے تصور کا توڑ قرار دیتا ہے۔ اٹلی کا حکمران مسولینی فاشزم کا رہنما تھا اور فاشزم قدیم قیصریت کے احیاء کی تحریک تھی، جس کا مقصد روم کی قدیم سلطنت کا دوبارہ احیاء تھا۔ مگر تیسرا مشیر اس جواب سے مطمئن نہیں ہے کیونکہ اس کے نزدیک فاشزم کی عاقبت نااندیشی کے سبب افرنگی سیاست کا مکروہ چہرہ بےنقاب ہو رہا ہے۔ اس کے بعد پانچواں مشیر ابلیس کو مخاطب کر کے یوں گویا ہوا۔

اے ترے سوزِ نفس سے کارِ عالم اُستوار!
تُو نے جب چاہا، کیا ہر پردگی کو آشکار

اے میرے آقا! (ابلیس) آپ کے اندر اولادِ آدم سے نفرت اور جوشِ انتقام کی جو آگ بھڑک رہی ہے اُس کی وجہ سے ہی اس دنیا کی تمام سرگرمیاں جاری ہیں۔ بعض اوقات ہماری سمجھ میں کچھ چیزیں نہیں آ رہی ہوتیں لیکن آپ جب چاہتے ہیں ان سے پردہ اُٹھا دیتے ہیں اور حقیقت ہمارے سامنے آجاتی ہے۔

آب و گِل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز

اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو جنوں اور انسانوں کے لیے امتحان گاہ بنایا ہے۔ اگر ابلیس کی آدم سے دشمنی نہ ہوتی تو یہ امتحان گاہ کیسے سجتی؟ یہ معرکۂ حق و باطل کیسے جاری ہوتا۔ اسی بنیاد پر پانچواں مشیر ابلیس کو کہتا ہے کہ اس مادی دنیا میں جو بھی گہما گہمی اور رنگینی ہے یہ سب تیرے جوشِ انتقام کا نتیجہ ہے۔ اقبال کی ایک دوسری نظم میں (تخیلاتی طور پر) جبرائیلؑ نے ابلیس کو پیشکش کی کہ آسمانوں میں واپس آجاؤ تو ابلیس نے جواب میں یہی کہا تھا کہ اس دنیا کا سارا سوز و ساز، یہ معرکۂ حق و باطل میری وجہ سے ہے، اگر میں نہ ہوتا تو یہ ساری چیزیں نہ ہوتیں۔ لہٰذا میرا اب یہاں دل لگ گیا اور واپسی کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ پانچواں مشیر مزید کہتا ہے۔

ابلہ جنت تری تعلیم سے دانائے کار

ابلہ سادہ انسان کو کہتے ہیں۔ جیسا کہ ایک حدیث میں بھی آیا ہے کہ اہل جنت میں بہت سے بھولے بھالے اور سادہ لوگ ہوں گے۔ ابلیس کا مشیر کہتا ہے کہ ایسے بھولے بھالے انسانوں کو آپ (ابلیس) نے اپنی تعلیم اور تربیت سے ہوشیار اور چالاک بنا دیا ہے۔

تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ محرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار

پروردگار کی بات تو لوگوں نے نہیں مانی مگر آپ کے راستے پر بےشمار لوگ چل پڑے۔ اس کا مطلب ہے کہ آپ کی طبیعت کے ساتھ ان کی طبیعت میل کھانے والی ہے۔

کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابد تک سرنگوں و شرمسار

وہ فرشتے جن کا کام صرف یہ تھا کہ بس سجدے کرتے رہیں اور عبادت میں مصروف رہیں، وہ بھی اس وجہ سے اب شرمندہ ہیں اور سر جھکائے ہوئے ہیں کہ دیکھو ابلیس نے آدم کو سجدہ نہ کر کے غیرت کا مظاہرہ کیا اور انسانوں کی حالت دیکھو کہ اب ابلیس کی بندگی کر رہے ہیں۔ اس وجہ سے فرشتے بھی اب شرمندہ ہیں۔ (یہ محض شاعرانہ اسلوب ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔

گرچہ ہیں تیرے مرید افرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار

اے ابلیس! اے شاہ پناہ! یہ جو فرنگی سیاست کے بڑے بڑے کردار اور نام ہیں یہ سب تیرے مرید ہیں، تجھ سے ہی سیاست کی جادوگری سیکھتے ہیں، یہ تمام بڑے بڑے سرمایہ دار، بینکار، افواج کے سربراہ، سیاستدان، حکمران اور دانشور تجھ سے ہی ٹریننگ اور ہدایت لے رہے ہیں۔ مگر ایسا لگتا ہے کہ اب ان کی تمام تر جادوگری ناکام ہو رہی ہے۔ اب مجھے ان کی فراست پر شک ہونے لگا ہے کہ کہیں نہ کہیں یہ غلطی کر رہے ہیں ورنہ کیسے ممکن ہے کہ کارل مارکس جیسا شخص اُٹھتا اور اُس کی دعوت سے لوگ اتنے متاثر ہو جاتے۔

وہ یہودی فتنہ گر وہ روحِ مزدک کا بروز

بروز کا مطلب ہے ظاہر ہونا۔ مزدک مجوسیوں کا ایک نام نہاد دانشور تھا جس نے کہا تھا کہ دنیا میں سارے جھگڑوں کی بنیاد تین چیزیں ہیں: زن، زر اور زمین۔ اس نے کہا تھا کہ زن، زر اور زمین کو مشترک ہونا چاہیے۔ سب لوگوں کو مساوات کی بنیاد پر حقوق ملنے چاہئیں۔ یہی بات آج کارل مارکس بھی کہہ رہا ہے۔ گویا کہ مزدک کی روح اب کارل مارکس کی شکل میں دوبارہ ظاہر ہو رہی ہے۔

ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار

ہمارے ابلیسی نظام پر اب تک جو پردے پڑے ہوئے تھے اور اس کی وجہ سے دنیا میں ظلم و وحشت کا جو بازار گرم تھا اور انسان ہی انسان کے حقوق کا مخالف تھا، انسان ہی انسان کے گلے کاٹ رہا تھا، اب اس یہودی فتنہ گر کی وجہ سے وہ سارے پردے چاک ہو رہے ہیں۔ اس ظالم نے مزدوروں کو ان کے حقوق کا شعور دلا کر سرمایہ دار کے مدمقابل کھڑا کر دیا ہے۔

زاغِ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ
کتنی سُرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار

زاغ دشتی کوے کی طرح کا ایک مردار خور پرندہ ہوتا ہے جو کمزور پرندوں کا شکار کرتا ہے اور شاہین اور چرغ سے مراد وہ پرندے ہیں جو اونچائی پر اُڑتے ہیں۔ مشیر کہتا ہے کہ اب ایک مردار خور پرندہ شاہین اور چرغ کا مقابلہ کرنے لگا ہے۔ یعنی اس یہودی فتنہ گر کی وجہ سے ایک غلام یعنی مزدور اپنے آقا (سرمایہ دار) کے سامنے اونچی آواز میں بات کرنے لگا ہے اور اپنے حقوق کی بات کرنے لگا ہے۔ کیا غلاموں کے بھی کوئی حقوق ہوتے ہیں؟ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے زاغ دشتی شاہین اور چرغ کا مقابلے کرنے کی سوچے۔ یعنی حالات کس قدر تیزی کے ساتھ تبدیل ہو رہے ہیں، حاکم اور محکوم کے تصور پر مبنی ہمارے نظام میں زلزلہ برپا ہو گیا ہے۔

چھا گئی آشفتہ ہو کر وسعتِ افلاک پر
جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اک مشتِ غبار

آشفتہ کا مطلب ہے بکھر کر پھیلا ہوا اور مشت غبار سے مراد ہے دھول۔ وہ مزدور اور عام آدمی جن کی حیثیت ہمارے ابلیسی نظام میں گرد و غبار سے زیادہ نہ تھی اب کارل مارکس کے نظریہ اور افکار نے ان کے اندر ایسی اجتماعیت اور طاقت پیدا کر دی ہے کہ مستقبل میں وہ سیاست کے آسمانوں کو چھوتے ہوئے نظر آ رہے ہیں اور یہ ابلیسی نظام کے لیے بہت بڑا خطرہ ہے۔ (جاری ہے)

۞۞۞

بنگلہ دیش میں حالیہ سیاسی تبدیلی سے بھارت خطے میں تنہا ہو گیا ہے جس کا بھرپور فائدہ پاکستان کو اُٹھانا چاہیے: رضاء الحق

اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ ہم نے نظریہ پاکستان کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے جبکہ حالیہ بنگلہ دیشی انقلاب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نظریہ کبھی دفن نہیں ہو سکتا: ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

ہمارے بنگالی بھائیوں کی اکثریت آج بھی قائداعظم کو ہندو اور انگریز سے آزادی کا ہیرو مانتی ہے: قیوم نظامی

بنگلہ دیش میں تبدیلی کے پاکستان پر ممکنہ اثرات کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: 6اگست 2024ء کو بنگلہ دیش میں ایک عوامی انقلاب دیکھنے میں آیا جب 15 سال تک برسر اقتدار رہنے والی شیخ حسینہ واجد بھرپور عوامی احتجاج کا سامنا نہ کر پائی اور اُسے اپنی جان بچا کے بھارت بھاگنا پڑا۔ اس انقلاب کے محرکات کیا تھے؟

رضاء الحق: اصطلاحی طور انقلاب وہ ہوتا ہے جس میں اجتماعی زندگی کے تینوں گوشوں (سیاسی، معاشی اور معاشرتی) میں سے کم ازکم کسی ایک میں جوہری تبدیلی آئے۔ انقلاب فرانس کو دیکھیں تو وہاں بادشاہت کا نظام ختم کر کے جمہوری نظام لاگو کیا گیا۔ وہ ایک سیاسی انقلاب تھا۔ اسی طرح بالشویک انقلاب میں سرمایہ دارانہ نظام کی جگہ اشتراکیت نے لے لی۔ اُسے معاشی انقلاب کہا جائے گا۔ بنگلہ دیش میں جو تبدیلی آئی ہے اس کو ہم حکومت کی تبدیلی کہہ سکتے ہیں۔ وہاں شیخ حسینہ واجد 5 مرتبہ وزیراعظم رہ چکی تھیں اور گزشتہ پندرہ سال سے مسلسل اقتدار پر قابض تھیں۔ بدترین فسطائیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپوزیشن کے رہنماؤں کو جیلوں میں ڈالا ہوا تھا۔ جماعت اسلامی کے رہنماؤں کو پھانسیاں دے رہی تھیں۔ پھر یہ کہ انہوں نے بھارت نواز پالیسیاں جاری رکھی ہوئی تھیں کیونکہ بہرحال بنگلہ دیش کے قیام میں بھارت کا عمل دخل تھا اور پاکستان کو دولخت کرنے میں شیخ مجیب کو انڈیا کی مکتی باہنی کی مدد حاصل تھی۔ شیخ حسینہ واجد بھی اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اسلام اور مسلمانوں کا گلا گھونٹے ہوئے تھیں۔ یہاں تک کہ گزشتہ سال رمضان میں بعض یونیورسٹیز میں نماز تراویح کے اجتماعات پر بھی پابندی عائد کر دی تھی۔ اس وجہ سے بھی بنگلہ دیشی عوام میں غم و غصہ تھا کیونکہ اسلام سے محبت بنگلہ دیشی عوام کے دلوں میں رچی بسی ہوئی ہے جبکہ شیخ حسینہ واجد سیکولرازم کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ ان سب محرکات نے مل کر ایک ایسی تحریک کو جنم دیا جس کا آغاز 13 جولائی کو یونیورسٹیز کے طلبہ نے کیا۔ انہوں نے اپنی جانوں کی قربانیاں پیش

مرتب: محمد رفیق چودھری

کیں۔ یہاں تک کہ فوج نے بھی مزید گولیاں چلانے سے انکار کر دیا۔ جیسا کہ 1974ء میں پاکستان میں جب اینٹی قادیانی تحریک چلی تھی تو پاک فوج نے شہریوں پر گولیاں چلانے سے انکار کر دیا تھا۔ یعنی ایسا واقعہ مغربی پاکستان میں بھی ہو چکا ہے۔ وہاں دینی جماعتوں نے عبوری حکومت کا حصہ بننا پسند نہیں کیا۔ جماعت اسلامی کے جو دفاتر سیل کیے ہوئے تھے وہ اب عبوری حکومت نے کھول دیے ہیں۔ جماعت اسلامی کی طرف سے اعلان کیا گیا ہے کہ وہ آئندہ انتخابات میں حصہ لے گی اور اندازہ یہ ہے کہ آئندہ انتخابات میں بنگلہ دیش میں اسلام پسند جماعتیں پاکستان کے مقابلے میں زیادہ کامیابی حاصل کریں گی۔

سوال: 1971ء میں جب مشرقی پاکستان ہم سے کٹ کر بنگلہ دیش بن گیا تو بھارتی وزیراعظم اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ ہم نے دو قومی نظریہ کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے۔ کیا بنگلہ دیش میں حالیہ تبدیلی سے دو قومی نظریہ کی حقانیت ایک مرتبہ پھر واضح نہیں ہوگئی؟

فرید احمد پراچہ: حالیہ بنگلہ دیشی انقلاب نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ نظریہ کبھی دفن نہیں ہو سکتا۔ پاکستان کا نظریہ اسلام ہے اور اسلام زندہ حقیقت ہے۔ بنگلہ دیش ہو یا دنیا کا کوئی بھی ملک، نظریۂ اسلام دن میں پانچ مرتبہ مساجد کے میناروں سے بلند ہوتا ہے اور اس کو کوئی شکست نہیں دے سکتا۔ بنگلہ دیش کے لوگ ہم سے زیادہ اسلام سے محبت کرنے والے اور اسلام کے لیے قربانیاں دینے والے لوگ ہیں۔ ان کا تعلق دین کے ساتھ بہت زیادہ مضبوط اور گہرا ہے۔ انہوں نے نظریۂ پاکستان کو ختم کرنے کی بھارتی کوشش کو خاک میں ملا دیا ہے۔ بھارت نے 1971ء میں جو غلط فہمیاں پیدا کر کے بنگالی مسلمانوں کو ہم سے جدا کرنے کی کوشش کی تھی وہ ڈراما بے نقاب ہو چکا ہے۔ بنگالیوں کو یاد ہے کہ سقوط ڈھاکہ کے بعد کس طرح بھارت نے بنگلہ دیش کو لوٹا اور بنگالیوں کو قحط جیسی صورتحال کا سامنا کرنا پڑا۔ یہاں تک کہ ڈھاکہ کی سڑکیں بھوک سے مرنے والوں کی لاشوں سے بھر جاتی تھیں۔ وہ ساری یادداشتیں بنگالیوں کے ذہنوں میں محفوظ ہیں۔ ہمارا بنگالیوں کے ساتھ صرف کلمہ کا رشتہ تھا ورنہ ہماری نہ زبان ایک تھی، نہ نسل، نہ ثقافت۔ ہمیں صرف کلمے نے جوڑا تھا لیکن جب ہم نے کلمہ کے نظام کو قائم نہیں کیا تو مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بننے کا موقع ہم نے خود فراہم کیا۔ پھر ہماری بیوروکریسی نے بھی سامراج کا رول ادا کیا، پھر جب شیخ مجیب نے 1970ء کے انتخابات جیت لیے تو ہم نے اسے حکومت نہیں بنانے دی۔ ورنہ بنگالی تو اسلام کی وجہ سے ہم سے بہت محبت کرتے تھے اور اب بھی کرتے ہیں۔ 2005ء میں جب میں ممبر اسمبلی تھا تو ایک نجی دورے پر بنگلہ دیش گیا۔ وہاں جماعت کے ساتھی مجھے ناشتے کے لیے ایک بڑے ہال میں لے گئے اور اعلان کیا

کہ آج ہمارے ساتھ پاکستان کی اسمبلی کے ممبر موجود ہیں۔ یہ سن کر پورے ہال میں لوگ کھڑے ہوگئے اور تالیاں بجانے لگے۔ پھر ایک مرتبہ ڈھاکہ سٹیڈیم میں پاک بھارت کرکٹ میچ ہورہا تھا تو بنگالیوں نے پاکستان کے جھنڈے لہرائے ہوئے تھے۔ لہٰذا بنگالیوں کی محبت آج بھی پاکستان کے ساتھ ہے، بھارت کے ساتھ نہیں ہے۔

سوال: بنگلہ دیش میں حالیہ انقلاب کے بعد 11 ستمبر 2024ء کو وہاں متعدد مقامات پر قائداعظم کا یوم وفات منایا گیا۔ کیا بنگلہ دیشی عوام میں واقعتاً شیخ مجیب کی بیٹی سے نفرت اور قائداعظم سے محبت پیدا ہوگئی ہے؟

قیوم نظامی: میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے بنگالی بھائیوں کی قائداعظم سے محبت پرانی ہے۔ تحریک پاکستان میں قائداعظم کے سب سے زیادہ ساتھی اور دست وبازو بنگال سے تھے، پاکستان کے باقی صوبے اس معاملے میں بہت پیچھے تھے۔ بنگالیوں کی اکثریت آج بھی قائداعظم کو ہندو اور انگریز سے آزادی کا ہیرو مانتی ہے۔ ان کو معلوم ہے کہ شیخ مجیب انڈیا کا ایجنٹ تھا اور اس کی بیٹی بھی اسی کے نقش قدم پر چل رہی تھی۔ شیخ حسینہ واجد نے اپنی یادداشتوں پر مبنی کتاب میں لکھا ہے کہ شیخ مجیب نے 1962ء میں علیحدگی کی خفیہ تحریک انڈین خفیہ ایجنسی کی مدد سے شروع کی تھی۔ وہ بنگلہ نیشنلزم کے بھی خلاف جارہے تھے اسی وجہ سے بعد ازاں شیخ مجیب اور اس کی فیملی کو قتل کر دیا گیا تھا۔ بنگالیوں کو نہ تو قائداعظم سے نفرت تھی اور نہ ہی پاکستان سے بلکہ ان کو نفرت مغربی پاکستان کے ان جاگیرداروں، سرمایہ داروں، جرنیلوں اور بیوروکریٹس سے تھی جو ان کا استحصال کر رہے تھے اور وہ حقوق ان کو نہیں دے رہے تھے جن کا وعدہ 1940ء کی قرارداد میں کیا گیا تھا کہ تمام صوبوں کو خودمختاری دی جائے گی۔ لیکن بعد ازاں پاکستان کو سکیورٹی سٹیٹ بنا دیا گیا ویلفیئر سٹیٹ نہیں بنایا گیا۔ اب موقع ہے کہ ایک بار پھر بنگالیوں کا دل جیتا جائے۔

سوال: شیخ حسینہ واجد کے دورِ حکومت میں مذہبی رہنماؤں اور مذہبی سیاسی جماعتوں پر بدترین کریک ڈاؤن کیا گیا۔ جماعت اسلامی بنگلہ دیش سے وابستہ کئی قدآور شخصیات کو پھانسی دی گئی۔ شیخ حسینہ واجد کی ایسی وحشیانہ حرکات کی وجوہات کیا تھیں؟

فرید احمد پراچہ: جب مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا تو جماعت اسلامی نے اسے تسلیم کیا۔ خود جماعت اسلامی بنگلہ دیش قائم ہوئی تو کسی نے اسے خلاف قانون قرار نہیں دیا، پروفیسر غلام اعظم کی شہریت بحال ہوئی تو وہاں کی عدلیہ نے بحال کی۔ خود شیخ مجیب کے وقت 37442 افراد پر مقدمات قائم ہوئے، 782 کو سزائیں ملیں، ان میں سے کوئی بھی جماعت اسلامی کا نہیں تھا۔ پھر اس کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا گیا۔ پھر ایک سہ فریقی معاہدہ پاکستان، انڈیا اور بنگلہ دیش کے درمیان ہوا جس میں طے پایا کہ کسی پر جنگی جرائم کے مقدمات قائم نہیں ہوں گے۔ اس کے بعد جماعت اسلامی کے رہنما انتخابات میں حصہ لیتے رہے، حکومتوں کا حصہ رہے، وزراء رہے۔ خود حسینہ واجد کی پارٹی نے ان کے ساتھ اتحاد کیا۔ کوئی ایسی وجہ نہیں تھی کہ جماعت اسلامی کے رہنماؤں کو اتنی سخت سزائیں دی جاتیں سوائے اس کے کہ بھارت دیکھ چکا تھا کہ یہاں تو ایک اور پاکستان بن رہا ہے، بنگالی عوام میں اسلام اور پاکستان سے اب بھی محبت ہے تو اس کو ختم کرنے کے لیے شیخ حسینہ واجد کے ذریعے جعلی ٹربیونل

> **حکمرانوں کو عوام پر ظلم کر کے خواب خرگوش کے مزے نہیں لینے چاہئیں بلکہ حسینہ واجد کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔**

بنائے اور جھوٹے مقدمات قائم کیے گئے۔ پروفیسر غلام اعظم، مولانا ابوالکلام محمد یوسف، مولانا عبدالسبحان جیسے لوگوں کے جنازے جیلوں سے نکلے۔ مطیع الرحمن نظامی، عبدالقادر ملا اور قمر الزماں جیسے لوگوں کو پھانسیاں دی گئیں۔ یہ سارے وہ لوگ ہیں جو اپنے معاشرے میں بہت ہی بلند مقام رکھنے والے لوگ تھے۔

سوال: کہا یہ جارہا ہے کہ حسینہ واجد کی حکومت کا خاتمہ اور ڈاکٹر محمد یونس کی عبوری حکومت کا قیام بھارت کے لیے بہت بڑا دھچکا ہیں۔ اس میں کتنی سچائی ہے؟

رضاء الحق: یہ واقعتاً بھارت کے لیے بہت بڑا دھچکا ہے کیونکہ سقوط ڈھاکہ کے وقت اندرا گاندھی نے کہا تھا کہ ہم نے دوقومی نظریہ کو خلیج بنگال میں غرق کر دیا ہے۔ اس وقت سے لے کر حسینہ واجد کے دور حکومت تک بھارت بنگلہ دیش کو اپنی پراکسی کے طور پہ استعمال کرتا رہا۔ بھوٹان، مالدیپ، میانمار، نیپال اور سری لنکا جیسے ہمسایہ ممالک پہلے ہی بھارت سے دور ہوتے جارہے تھے۔ بنگلہ دیش اس کا واحد اتحادی رہ گیا تھا لیکن اب وہ بھی دور ہوگیا ہے اور بھارت خطے میں تنہائی کا شکار ہو رہا ہے۔ دوسری طرف ڈاکٹر محمد یونس کے بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ پاکستان کے ساتھ تعلقات بہتر بنانے کے خواہاں ہیں۔ یہ فضا پاکستان کے حق میں اور انڈیا کے خلاف بن رہی ہے لیکن پاکستان اس سے فائدہ اُٹھاتا ہوا نظر نہیں آ رہا کیونکہ 11 ستمبر کو ڈھاکہ یونیورسٹی اور دیگر کئی مقامات پر پاکستان کے حق میں تقاریب کا انعقاد ہوا جن میں پاکستان نے اپنے سفیر کو نہیں بھیجا بلکہ ماتحت سفارتی افسر نے نمائندگی کی۔ یہ ایک سٹریٹیجک غلطی ہے جو پاکستان نے کی ہے۔ امید ہے کہ آئندہ ایسی غلطی نہیں دہرائی جائے گی۔ بھارت کے ساتھ امریکہ اور اسرائیل بھی ہیں جو پاکستان کو کمزور کرنا چاہتے ہیں کیونکہ پاکستان ایک ایٹمی قوت ہے اور اسرائیل کی آنکھوں میں بھی کھٹکتا ہے۔ ان حالات میں پاکستان کو کم ازکم بنگلہ دیش کو اپنے ساتھ ملانا چاہیے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہماری سیاسی قیادت اور دیگر ادارے مل بیٹھ کر ایک لانگ ٹرم سٹریٹجی اور پالیسی بنائیں جو کہ پاکستان کے مفاد میں ہو۔

سوال: بنگلہ دیش کے عبوری وزیراعظم ڈاکٹر محمد یونس کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پاکستان سے تعلقات بہتر کرنا چاہتے ہیں اس اُبھرتی ہوئی صورتحال میں حکومت پاکستان کو کیا لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے؟

قیوم نظامی: بنیادی بات یہ ہے کہ پاکستان ڈپلومیسی کے لحاظ سے عالمی سطح پر بالکل ناکام ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں میرٹ کی پامالی اور کرپشن عام ہے۔ اعلیٰ عہدوں پر لوگ میرٹ کی بجائے تعلقات کی بنیاد پر تعینات ہو رہے ہیں۔ اس وجہ سے اللہ پاک نے جو موقع دیا ہے کہ ہم بنگالی مسلمانوں کے ساتھ اپنے تعلقات بڑھائیں اس سے ہم فائدہ نہیں اُٹھا پا رہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ بنگلہ دیش میں انتہائی جذبہ رکھنے والا کوئی سفیر تعینات ہوتا اور پاکستان کے لیڈرز بھی مخلصانہ کوشش کرتے تو بنگلہ دیش کے ساتھ ہماری کنفیڈریشن قائم ہونے کی بات کا آغاز ہو چکا ہوتا۔

سوال: کیا وجہ ہے کہ معاشی بدحالی اور سیاسی استحصال کے شکار پاکستانی عوام لوٹ مار میں مصروف اشرافیہ کے خلاف بنگلہ دیشی عوام کی طرح اُٹھ کھڑے نہیں ہوئے؟

فرید احمد پراچہ: بنگلہ دیش کے مقابلے میں پاکستان میں حکمرانوں کے مظالم بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ یہاں تو ان ظالموں نے ملک اور قوم کو ہی بیچ دیا ہے۔ سودی نظام مسلط کر کے قوم کو قرضوں کی دلدل میں اس قدر دھنسا دیا ہے کہ لوگ مہنگائی کی چکی میں بری طرح پس

رہے ہیں ، آئی پی پیز جیسے بدنام زمانہ معاہدوں کے ذریعے قوم کا لہو نچوڑا جا رہا ہے اور ان بدنام زمانہ کمپنیوں کے مالک بھی خود ہمارے حکمران ہیں ۔ یعنی ظلم کی انتہا ہے ۔ یہاں لوگوں کو زیادہ شدت کے ساتھ ان ظالموں کے خلاف کھڑے ہونا چاہیے تھا۔ لیکن اگر عوام ان کے خلاف کھڑے نہیں ہو رہے تو اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ یہاں ایک تو جاگیردارانہ نظام ہے، دوسرا لوگوں کو انفرادی سطح پر اپنے مسائل میں اس قدر الجھا دیا گیا ہے کہ دو وقت کی روٹی مہیا کرنا ان کے لیے مشکل ہو گیا۔ لیکن یہ نہ سمجھا جائے کہ یہاں کبھی طوفان نہیں آئے گا ۔ حکمران مطمئن نہ ہوں ۔ یہ لاوا اندر ہی اندر پک رہا ہے ۔ اگر حکمرانوں نے قوم کو اسی طرح سودی نظام اور IMF کی غلامی میں جکڑے رکھا اور قادیانیوں کی سرپرستی کا سلسلہ بند نہ کیا تو یہ لاوا کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے ۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ لوگوں میں سیاسی شعور نہیں ہے ۔ ابھی جماعت اسلامی نے 14 دن کا دھرنا دیا تو لوگ ہی تھے جو اس میں شامل تھے پھر اس کے بعد ہڑتال ہوئی تو دو کروڑ کے قریب شٹر بند ہوئے ۔ لہٰذا حکمرانوں کو عوام پر ظلم کر کے خواب خرگوش کے مزے نہیں لینے چاہئیں بلکہ حسینہ واجد کے انجام سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

قیوم نظامی: بدقسمتی سے پاکستان کے لوگ اس طرح کے نیشنلسٹ نہیں ہیں جس طرح کے بنگالی نیشنلسٹ ہیں ۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ وہاں پر ایک قومیت کے لوگ ہیں ، ان کی زبان ایک ہے ، ثقافت ایک ہے ، زیادہ فرقہ پرستی بھی نہیں ہے ، نہ ہی اتنے زیادہ پیرزادے ہیں اور نہ طبقاتی تفریق ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ بنگلہ دیش معاشی ، سیاسی اور ہر لحاظ سے ہم سے بہت آگے نکل گیا ہے ۔ جبکہ یہاں یہ سب مصیبتیں موجود ہیں اور ان کی وجہ سے یہاں کرپشن اور اقرباء پروری بہت زیادہ ہے ۔ البتہ اگر نوجوانوں کی کوئی جماعت اُٹھے اور تحریک چلا کر شخصیت پرستی سے قوم کو ہٹا کر نظام کی تبدیلی کی طرف لے کر آئے تو شاید کوئی انقلاب آجائے ۔ بنگلہ دیش کے نوجوانوں نے روایتی لیڈروں کو مسترد کر کے عوام کی بالادستی قائم کی ۔ اسی طرح آزاد کشمیر میں نوجوانوں نے روایتی لیڈروں کو مسترد کر کے اپنے زورِ بازو پر تحریک چلائی اور اپنے مطالبات منوا لیے ۔ پاکستان کے نوجوان بھی اگر روایتی لیڈروں سے الگ ہو کر اپنا کوئی پلیٹ فارم بنائیں اور اس کے تحت جدوجہد کریں تو یہاں بھی ایک بڑی تبدیلی آسکتی ہے۔

سوال: بنگلہ دیش میں طلبہ یونین کا بہت اہم کردار رہا ہے اور حالیہ تحریک بھی طلبہ کی ہی مرہون منت تھی جبکہ پاکستان میں طلبہ یونین پر ایک عرصہ سے پابندی عائد ہے تو یہاں کس طرح سے طلبہ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہوں گے اور پھر کسی تحریک کی بنیاد رکھیں گے؟

قیوم نظامی: ضیاء الحق نے سیاسی جماعتوں کو کمزور کرنے کے لیے طلبہ یونین پر پابندی لگائی تھی ۔ اس پابندی کو ختم ہونا چاہیے تاکہ طلبہ کو تعلیم کے ساتھ سیاسی امور کے حوالے سے بھی آشنائی ہو اور پاکستان کی سیاست پر چند خاندانوں ، جاگیرداروں اور گدی نشینوں کی اجارہ داری ختم ہو اور مغربی نظام کی بجائے اسلامی نظام کا تصور پروان چڑھ سکے۔

سوال: بنگلہ دیش میں رونما ہونے والے واقعات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ کوئی پُر امن احتجاجی تحریک چلے تو اس سے ایک بڑی تبدیلی آسکتی ہے ۔ پاکستان میں بھی کئی دینی جماعتیں انقلاب کے لیے کام کر رہی ہیں کیا بنگلہ دیش کے اس سارے منظر نامے میں پاکستانی دینی جماعتوں کے لیے کوئی سبق ہے؟

> حکمرانوں نے قوم کو اسی طرح سودی نظام اور IMF کی غلامی میں جکڑے رکھا اور قادیانیوں کی سرپرستی کا سلسلہ بند نہ کیا تو لاوا کسی بھی وقت پھٹ سکتا ہے۔

رضاء الحق: یقیناً پاکستانی دینی جماعتوں کے لیے اس میں بہت اہم سبق ہے ۔ تاہم پاکستان میں انقلابی جدوجہد کی قائل جماعتوں کے نزدیک محض حکومت کی تبدیلی مطلوب نہیں ہے ۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے منہج انقلاب نبوی ﷺ کی روشنی میں اس حوالے سے ایک پورا لائحہ عمل دیا ہوا ہے ۔ نظام کی بنیاد کے لیے نظریہ یعنی اسلام تو ہمارے پاس موجود ہے، اب ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم منظم ہو کر اس مشن کو پورا کرنے کی جدوجہد کریں ۔ اس جدوجہد میں مشکلات اور رکاوٹیں بھی آئیں گی ، قربانیاں بھی دینی پڑیں گی ۔ جب تک جدوجہد کرنے والے اس پوزیشن میں نہ آجائیں کہ وہ باطل نظام کا مقابلہ کر سکیں اس وقت تک ان کو سختیاں جھیلنی پڑیں گی ۔ مکمل نظام کی تبدیلی تک غیر مسلح ، منظم اور پُر امن جدوجہد جاری رکھنا پڑے گی ۔ تحریک کے مرحلہ میں بھی جان دینے کی بات کی جائے گی لیکن جان لینے کی بات نہیں کی جائے گی کیونکہ یہاں سب مسلمان ہیں ۔ اس طریقہ کار کے مطابق یہاں ایسا انقلاب آسکتا ہے جو سیاسی ، معاشی اور معاشرتی تینوں سطحوں پر باطل نظام کو اُکھاڑ کر اسلامی نظام قائم کر سکتا ہے ۔ محض حکومت کی تبدیلی یا چہرے بدلنے سے وہ انقلاب نہیں آئے گا ۔ دو قومی نظریہ بھی یہی تھا اور اس کی بنیاد پر پاکستان کا قیام بھی اسی مقصد کے لیے عمل میں آیا تھا کہ یہاں اسلام کا نظام قائم کیا جائے ۔ بانی پاکستان قائداعظم کی قیام پاکستان سے قبل اور اور بعد کی کم و بیش 110 تقاریر ایسی ہیں جن میں یہ مقصد واضح طور پر دکھائی دیتا ہے ۔ اس سے قبل علامہ اقبال کا بھی یہی خواب تھا ۔ انہوں نے کہا تھا کہ دورِ ملوکیت میں اسلام پر جو بدنما داغ پڑ گئے تھے انہیں دھو کر ایک حقیقی نظام عدلِ اجتماعی قائم کیا جائے ۔ بنگلہ دیش میں چند ماہ کے اندر جو تبدیلی آئی ہے اس میں صرف حکومت تبدیل ہوئی ہے ، نظام وہی پرانا ہے جبکہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ یہاں سود کا بھی خاتمہ ہو ، فحاشی اور بے حیائی کا بھی سدباب ہو ، ہمارا سیاسی ، معاشی اور معاشرتی نظام بھی قرآن و سنت کی روشنی میں قائم ہو ۔ یہ درحقیقت اقامت دین کی جدوجہد ہے ۔ ممکن ہے ہماری زندگیوں میں ایسا انقلاب نہ آسکے لیکن اگر ہم اس کے لیے جدوجہد کریں گے تو ہمیں اس کا اجر ضرور ملے گا اور روزِ قیامت عذر پیش کر سکیں گے کہ ہم نے اللہ کے دین کے لیے جدوجہد کی تھی ۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

پروگرام کے شرکاء

1۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ: سینئر رہنما اور سابق نائب امیر جماعت اسلامی پاکستان

2۔ قیوم نظامی: معروف صحافی ، دانشور ، کالم نگار ، مصنف اور قائد پاکستان جاگو تحریک

3۔ رضاء الحق: ریسرچ سکالر اور نائب ناظم نشرو اشاعت تنظیم اسلامی پاکستان

پیش کر غافل عمل.....

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

ہفتۂ رفتہ پی ٹی آئی کے جلسے کی گرفت میں رہا۔ ملکی معیشت پر ایک بھاری بوجھ جلسوں، دھرنوں، جمہوری گردبادوں کا بھی رہتا ہے۔ جمہوریت نہایت مہنگا کھیل ہے۔ شہروں میں آمد و رفت، کاروبارِ زندگی کا معطل ہو جانا ایک معمول ہے۔ حکومت اور عوام سب کے کام ٹھپ۔ پھر قوم نے بے شمار دن منانے کی چھٹیاں لینی ہوتی ہیں۔ عیدین، یومِ آزادی، محرم، ربیع الاوّل بھی ہفتے بھر پر محیط۔ نتیجہ یہ کہ اپنی معیشت روبہ زوال دائماً اور ہم آئی ایم ایف کے در کے بھکاری۔ وہاں تک رسائی کے لیے وزیر اعظم کے مطابق ہم سعودی عرب، امارات اور چین کے ممنون ہیں! آج دنیا کے کسی اہم فورم، بین الاقوامی تنازعات، مسلم دنیا کے مسائل میں ایٹمی پاکستان کی کوئی حیثیت باقی نہ رہی معاشی محتاجی کے ہاتھوں۔ تحریکِ انصاف کے جلسے کے صرف کنٹینر ہی قوم کو 10 کروڑ میں پڑے۔ باقی اخراجات الگ رہے۔ اور صوبائی حکومت کے وسائل مزید لٹائے گئے۔ جو کسر رہ گئی تھی وہ دل دماغ جھنجھنا کر رکھ دینے والی گنڈا پوری تقریر کی بازگشت۔ صحافیوں کے خلاف بدزبانی پر معافی درکار ہے تو برادر ملک افغانستان کو عصبیت پر ابھارنے پر نہایت متنازعہ بیان کی للکار معافی طلب نہیں؟ بانی پی ٹی آئی نے اس تقریر کی تائید فرمائی اور گنڈا پور کے الفاظ پر معذرت کرنے والوں کو 'بزدل' قرار دیا۔ چلیے یہ زبان تو چونکہ ان کے ہاں (سوشل میڈیا پر بھی) پارٹی کی شناخت رہی۔ مگر برادر ملک سے تعلقات مجموعی طور پر مضبوط اور درست، مثبت نہج پر قائم کرنا لازم ہے، امریکہ کی ضروریات، خواہشات نبھاتے ہوئے الجھاؤ پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ مسلم پڑوسی، جس کے ذریعے آگے پوری زنجیر مسلم آبادی کے وسط ایشیائی ممالک کی ہے، ان تک رسائی کی ہماری دینی، معاشی ضروریات پیشِ نظر رکھنی لازم تھیں۔ اپنی غلطیوں، کوتاہیوں کا اعتراف کر کے دن بدن دنیا سے کٹ کر بھی افغان کرنسی اور معیشت مضبوط تر ہو رہی ہے، ہم بھی فیض یاب ہوتے۔ قوم کو خود سوچنے سمجھنے کی ضرورت ہے! قبل ازیں عمران خان شیخ مجیب الرحمٰن کے حوالے سے متنازعہ ٹویٹ دے چکے ہیں۔ (اگرچہ ایسے ہر بیان، ہر پوسٹ سے جلد ہی انکاری ہو جاتے ہیں۔) یہ معاملات افغانستان اور بنگلہ دیش پر مسلسل نگاہ رکھنے اور بے لاگ صرف اور صرف اپنے ملک کی سانسیں بحال رکھنے اور اسے مضبوط کرنے کی فکر رکھنے سے ہی سمجھنا ممکن تھا۔ نظریاتی حوالے تو امریکہ اور رئیس ممالک کی معاشی غلامی نے ہمیں بھلا دیئے۔ بلوچستان اور کے پی کے کے لیے ملک توڑنے کے مترادف باتیں کیونکر گوارا کی جاسکتی ہیں۔ اقبالؔ تو سپین پر بھی مسلمانوں کا حق جتا چکے ہیں کہ 8 سو سال ہماری حکمرانی رہی۔ قدموں تلے پاکستان بے پناہ قربانیوں کا ثمر، کیونکر کھلنڈری، مفاداتی، صرف پارٹی سیاست استوار کرنے والے کسی بھی گروہ کے حوالے کیا جاسکتا ہے۔

بار بار متوجہ کر رہی ہوں۔ بنگلہ دیش سے نظریں نہ چرائیں، یہ سابقہ پاکستان ہی ہے۔ وہ محبت کی زبان ہمارے لیے بول رہے ہیں۔ بھارت کے لیے ان کا ہر فرد سراپا نفرت ہے۔ اس وقت شیخ مجیب الرحمٰن یا حسینہ واجد کا حوالہ نری حماقت اور اپنی تاریخ اور رواں حالات سے لاعلمی کا ثبوت ہے۔

ڈھاکہ ٹریبون جو ایک سیکولر اخبار ہے، تمام خبریں دیانتداری سے دے رہا ہے۔ بشمول پاکستان کی طرف مثبت اشارات والی تقریبات و بیانات کے۔ پاکستان دونوں اطراف مغرب یا مشرقی بنگال، لسانی یا نسلی بنیاد پر نہیں بنا تھا۔ اس کی بنیاد سرتاسر ایمانی اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تھی۔ اس پر قائداعظم کی سو تقاریر گواہ ہیں۔ مگر حکومت اور بیانات دینے والوں کی تربیت اکلوتی 11 اگست کی تقریر ہے جس میں اقلیتوں کو تسلی دینے کے چند حروف ہیں۔ (جسے ماہرینِ جناح، وضع کی گئی اختراعی تقریر گردانتے ہیں!) بنگلہ دیش نے رواں تاریخ میں پہلی مرتبہ 53 سال بعد بانئ پاکستان کی حیثیت سے قائداعظم کی برسی منائی ہے جو حیران کن اور خوش آئند ہے۔ پاکستانی ہائی کمشنر کو مہمانِ خصوصی کے طور پر مدعو کیا۔ (خود نہ گئے، ڈپٹی ہائی کمشنر کو بھیجا۔ امریکہ نے بلایا ہوتا تو کبھی ایسا نہ کرتے!)

صدارتی خطبے میں پروفیسر ڈاکٹر مستفیض الرحمٰن نے جناح کی زندگی پر تفصیلی گفتگو کی۔ بار بار مقررین نے یہ دہرایا کہ اگر 1947ء میں بنگلہ دیش پاکستان کا حصہ نہ ہوتا تو آج ہمارا حشر بھارتی بندوقوں کے سائے تلے کشمیر کا سا ہوتا۔ حقیقت پسندی اور اعترافات (بڑھکوں کی نسبت) بڑائی کی علامت اور قومی زندگی میں آگے بڑھنے کے لیے لازمی ہیں۔ کنوینر نذر الاسلام نے کہا: اب جبکہ ہم نے آزادی حاصل کر لی ہے، (مجیب الرحمٰن، بابائے بنگلہ دیش کو 4 سال بعد اُن کی قوم نے خاندان سمیت مار ڈالا تھا۔ اب بیٹی حسینہ واجد کے بھارت فرار کو پورا بنگلہ دیش، قوم کی آزادی قرار دے رہا ہے!) پاکستان سے تعلقات قائم رکھنا نہایت اہم ہے۔ جناح بابائے قوم ہیں ہم اس کا اقرار نہیں کرتے۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے پروفیسر شاہد الزمان نے ایک اور مقام پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان ہمارا سب سے زیادہ لائق اعتماد اور قابلِ بھروسا سیکورٹی اتحادی ہوسکتا ہے۔ یہی وہ بات ہے جو بھارت نہیں چاہتا کہ ہم جانیں اور تسلیم کریں۔ پروفیسر کی خوش گمانی کی حد یہ تھی کہ: پاکستان ہمیں بھارت سے بچانے کے لیے سب کچھ کر گزرے گا! اللہ ہمیں اس قابل کر دے۔ کشمیر کے بعد اب بنگلہ دیش امید باندھنے چلا ہے!

یہ سمجھ لیجیے کہ بھارت، سوویت یونین گٹھ جوڑ نے پاکستان توڑا۔ (مجیب الرحمٰن اور مکتی باہنی کی تفصیل خود ان کی زبانی 'بنگلہ پیڈیا' کے حوالے سے پہلے لکھ چکی ہوں۔) امریکہ آج بھی ایٹمی پاکستان اور معاشی طور پر بہت بہتر (ٹیکسٹائل صنعت میں دنیا میں نمبر 2) بنگلہ دیش کا قرب گوارا نہ کرے گا۔ بھارت کی 3 اطراف سے جڑی سرحد پر 54 دریاؤں سمیت وہاں ایک نئے پاکستان کا ظہور بھارت کے لیے جان لیوا ہے۔ اسی طرح ٹی ٹی پی سے الجھاؤ کا توڑ گنڈا پور فارمولے میں نہیں، برادر افغانستان کو دھمکانے اور الجھانے کی بجائے بھلے طریقے، حقیقت پسندی اور دیانتدارانہ مذاکرات میں مضمر ہے۔

بنگلہ دیش کے پاس ولولہ انگیز، سنجیدہ فکر، باصلاحیت قابلِ رشک طلبہ کی کھیپ ہے۔ ہماری کم نصیبی یہ ہے کہ ہم غلامانہ طرزِ تعلیم اور نظامِ تعلیم کے نتیجے میں لاابالی، کھلنڈری، تماش بین نسل دیکھ رہے ہیں جو ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف! مہنگی پرائیوٹ یونیورسٹیاں۔ انڈس یونیورسٹی کا ڈگری شو۔ دعوت نامہ عام ہے۔ جس پر نیم برہنہ سے کچھ زیادہ ایک دھندلا عکس،

شو کے نمونے کے طور پر، تعلیمی کارکردگی، تخلیقی صلاحیت، لگن کا عکاس ہے! (یہ میزبانوں کا کہنا ہے۔) نسلیں کیا کر رہی ہیں۔ آئے دن کی کہانیاں ہیں۔ اسلام آباد میں ایف الیون میں دو لڑکیاں اور ایک نوجوان ڈانس پارٹی میں شریک زہریلی شراب پی کر مر گئے! پناہ بخدا۔ منشیات اور ڈانس پارٹیاں پوش نامور یونیورسٹیوں کی ہم نصابی سرگرمیاں ہیں۔ امریکہ میں ساری یونیورسٹیوں کے ڈگری شو (بلا مبالغہ) غزہ کے غم میں ڈوبے رہے۔ فلسطینی جھنڈے، کفنیہ پہنے، بینر اُٹھائے، اپنی جوانی کی قوتیں اور عزائم ہمارے فلسطین اور ہماری مسجدِ اقصیٰ پر سال بھر سے نچھاور کر رہے ہیں! حتیٰ کہ اُن کی رقاصائیں، فلم میکر بھی غزہ غزہ پکار رہی ہیں۔ یہودی سارہ فریڈ لینڈ نے اپنا ایوارڈ اہل غزہ کے نام کیا۔ پورا ہال تالیوں سے گونج اُٹھا، زبردست پذیرائی ہوئی۔ ہمارے ہاں کوئی ایسا کہہ دے تو سناٹا شائقین، تماشائیوں پر چھا جائے۔ ہائے! یہ کیا کہہ دیا۔ ہماری ایک نامور رقاصہ نے آواز بلند کی تھی تو ہال سے باہر دھکیل دی گئی۔ سرزنش ہوئی! جبکہ اس فلم میکر نے کہا کہ میں فلسطین کی آزادی کے لیے ان کے ساتھ کھڑی ہوں! ضرورت ہے کہ ہر ادارے، ہر پلیٹ فارم پر عالمی سطح پر اسرائیلی مظالم کے خلاف آواز اٹھائی جائے۔

اسرائیل کو دنیا نہیں روک سکی۔ امریکہ، مغربی لیڈر اسلحہ سپلائی میں حصہ دار رہے۔ اب اندرون خانہ نیتن یاہو کو اپوزیشن، یرغمالیوں کے لواحقین کی شدید تنقید اور مزاحمت کا سامنا ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ جب تک یاہو حکمران ہے۔ یہ جنگ ختم نہ ہوگی۔ نیتن یاہو حکومت ملک کو لامنتہا جنگ میں گھسیٹ رہی ہے۔ اسرائیل کا لہو مسلسل غزہ میں بہہ رہا ہے۔ سابق میجر جنرل کے مطابق، یہ اپنی حکومت کو قائم رکھنے، اپنے سیاسی استحکام کی خاطر جنگ لڑ رہا ہے۔ (جنگ ختم ہوئی تو فوری انتخابات اور اس کی شامت متوقع ہے!) تاکہ اس کا کرپشن کا مقدمہ ٹل جائے ورنہ گرفتار ہو جائے گا۔ دونوں میاں بیوی غیر ملکی شراب اور آئس کریم (بیوی کی کمزوری!) میں دھت، لت پت فلسطین کو لہو میں رنگ رہے ہیں۔ ہم بھی تماش بین ہیں! لحہ لحہ ہر انسان کے نامۂ اعمال میں ثبت ہو رہا ہے۔ حساب تو ہوگا۔

کیا عامی اور کیا عالم! کیا حکمران اور کیا عوام!
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

❀❀❀

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(12 تا 18 ستمبر 2024ء)

12 ستمبر جمعرات: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

13 ستمبر جمعہ: تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ رات کو کراچی سے پشاور آمد ہوئی۔

14 ستمبر ہفتہ: حلقہ خیبر پختونخوا کے دعوتی دورہ کے دوران ایک عوامی اجتماع میں ''ختم نبوت کی تکمیلی شان اور اس کے عملی تقاضے'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ پروگرام میں رفقاء اور احباب کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ دوپہر میں نوشہرہ روانگی ہوئی جہاں مقامی امیر کے گھر پر ''نبی کریم ﷺ سے ہمارا تعلق'' کے موضوع پر ایک عوامی خطاب کیا جس میں احباب کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ رات میں چکدرہ، ملاکنڈ آمد ہوئی۔

15 ستمبر اتوار: صبح حلقہ ملاکنڈ کے دعوتی دورہ کے لیے مرکز تیمر گرہ روانگی ہوئی۔ مرکز سے متصل مسجد میں ''نبی کریم ﷺ سے ہمارا تعلق'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ اختتام پر شرکاء کے ساتھ سوال و جواب کی بھی ایک نشست ہوئی۔ دوپہر کو غالیگے، سوات روانگی ہوئی۔ وہاں ایک مسجد میں نماز مغرب کے بعد ''نبی کریم ﷺ سے ہمارا تعلق'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ احباب کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ رات کو پشاور واپسی ہوئی۔

16 ستمبر پیر: پشاور میں ایک سرکاری ادارہ National Institute of Management کے زیر اہتمام سرکاری افسران کے لیے جاری ایک تربیتی کورس میں " Ethics for Public Servants in the Light of the Quran and Sunnah" کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء کے ساتھ سوال و جواب کی ایک بھرپور نشست ہوئی۔ سہ پہر پشاور سے کراچی کے لیے روانگی ہوئی۔

18 ستمبر بدھ: جناح میڈیکل یونیورسٹی کراچی میں ''اہل غزہ و فلسطین کی استقامت میں ہمارے لیے سبق اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ شرکاء کے ساتھ سوال و جواب کی نشست کا بھی اہتمام تھا۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب کے ساتھ مستقل آن لائن رابطہ رہا اور تنظیمی امور انجام دیے۔ قرآنی نصاب کے حوالے سے سرگرمیاں جاری رہیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کروائیں۔ گھریلو اسرہ کا اہتمام جاری ہے۔

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

اس روایت میں دو تاجروں کے اس سودی قرضے کا ذکر ہے جو انہوں نے بنو عمرو قبیلے کو دے رکھا تھا اور یہ زیادہ مال تھا جو بنو عمرو کے ذمے بقایا تھا۔ امام ابن جریرؒ نے ابن جریج سے نقل کیا ہے کہ بنو عمرو بھی بنو مغیرہ کو سودی قرضے دیا کرتے تھے۔

و كانت بنو عمرو بن عمير بن عوف يأخذون الربا من بنى المغيرة وكانت بنو المغيرة يربون لهم فى الجاهلية' فجاء اسلام و لهم عليهم مال كثير، فاتاهم بنو عمر و يطلبون رباهم' فابى بنو المغيرة ان يعطوهم فى الاسلام، ورفعوا ذلك الى عتاب بن اسيد' فكتب عتاب الى رسول الله ﷺ فانزل الله ﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا الى قوله وَلَا تُظْلَمُوْنَ۝﴾ فكتب رسولُ الله ﷺ الى عتاب و قال ان رضوا و الا فاذنهم بحرب

(جامع البیان: ج ۳ ص ۱۴۷) (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 881 دن گزر چکے!

عہد کی پابندی

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

آپس میں مل جل کر رہتے ہوئے وعدے وعید اور عہد و معاہدے کے معاملے پیش آتے رہتے ہیں۔ اسلامی اخلاق میں اس کی بڑی اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ خود وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔ اور مومنوں کو بھی اللہ کے اخلاق سے متصف ہونے کی ہدایت ہے۔ تخلقوا باخلاق اللہ۔ اللہ کے اخلاق اپناؤ۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗ﴾ (البقرہ: 80) ''اللہ تعالیٰ اپنے قول و قرار کے خلاف نہ کرے گا۔'' چنانچہ عہد کو پورا نہ کرنا منافقت کی علامت ہے۔ آپؐ نے فرمایا منافق کی چار علامتیں ہیں۔ یہ چاروں عادتیں ایسی ہیں کہ جس کسی میں وہ چاروں جمع ہو جائیں تو وہ خالص منافق ہے اور جس میں ان چاروں میں سے کوئی ایک خصلت ہو اس کا حال یہ ہے کہ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے۔ (اور وہ اسی حال میں رہے گا) جب تک کہ وہ اس عادت کو چھوڑ نہ دے۔ (وہ چاروں عادتیں یہ ہیں) جب اس کو کسی امانت کا امین بنایا جائے تو اس میں خیانت کرے، جب بات کرے تو جھوٹ بولے، جب عہد یا معاہدہ کرے تو اس کی خلاف ورزی کرے اور جب کسی سے جھگڑے اور اختلاف کرے تو بدزبانی کرے۔ (متفق علیہ عن عبداللہ بن عمروؓ)

جب ہم منافقت کی بات کرتے ہیں تو عہد رسالت کے مشہور منافق عبداللہ بن ابی کا نام ذہن میں آتا ہے۔ وہ عقیدے کا منافق تھا، وہ بدترین انسان تھا اور بظاہر مسلمان تھا لیکن اسلام اور مسلمانوں کا دشمن تھا۔ منافق اس قدر بے کردار انسان ہے کہ قرآن میں بتایا گیا ہے کہ وہ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَوْفُوْا بِالْعُقُوْدِ﴾ (المائدۃ: 1) ''اے اہل ایمان! اپنے عہد و پیمان (قول و قرار) کو پورا کیا کرو۔'' جس کے ساتھ وعدہ کیا جائے اسے پورا کرنا لازم ہے کیونکہ اسے امید ہوتی ہے کہ یہ وعدہ پورا ہو گا۔ اگر وہ پورا نہیں ہوتا تو اس کو پہلے انتظار کی تکلیف سے گزرنا پڑتا ہے اور اگر وعدہ کرنے والے نے اسے پورا نہ کیا تو یہ تکلیف شدید ہو جاتی ہے اور اپنے رویے سے کسی کو تکلیف دینا گناہ کا کام ہے۔ قرآن مجید میں عہد کی پابندی کا بار بار حکم ہے۔ سورۃ البقرہ میں نیکی کے کاموں کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: ﴿وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا ۚ﴾ (آیت: 177) اچھے لوگوں کی یہ صفت ہے کہ وہ جب وعدہ کرتے ہیں تو پورا کرتے ہیں۔ اسی طرح سورۃ المعارج میں ہے: ﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝﴾ (المعارج) ''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس کرنے والے ہیں۔''

یہ جنتی لوگوں کی صفات بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے۔ عہد اور معاہدہ کا تاکیدی حکم ہے کہ جب کسی کے ساتھ لین دین یا کسی اور بات پر عہد کر لیا جائے تو اس کو بلا کم و کاست پورا کرنا ضروری ہے۔ اس سلسلہ میں باز پرس ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُوْلًا ۝﴾ (بنی اسرائیل) ''اور عہد کو پورا کرو، یقیناً عہد کے بارے میں باز پرس ہوگی۔''

اگر مشرکوں کے ساتھ کوئی معاہدہ کر لیا ہے تو اُس کی بھی پابندی کرنی ہے ہاں اگر وہ عہد کو توڑیں تو مسلمان بھی اس عہد کو توڑ سکتے ہیں۔ پہلے بتا کر کہ تم لوگ عہد توڑ رہے ہو تو ہمارا تمہارا معاہدہ ختم۔ تا کہ ان کو صورت حال کا علم ہو جائے۔

منافقت کی ان علامتوں میں ایک علامت عہد و معاہدہ کی پابندی نہ کرنا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مومن کی طبیعت میں ہر خصلت کی گنجائش ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے۔ (مسند احمد و شعب الایمان للبیہقی) مسلمان ماں باپ کے لیے ضروری ہے کہ وہ خود ان عادتوں کو چھوڑیں۔ اپنے بچوں کی تربیت ان کے ذمہ ہے لہٰذا ان کے لیے لازم ہے کہ وہ ان کو ان بُری عادتوں سے بچنے کا نمونہ بھی پیش کریں اور ان کے کردار کا جائزہ بھی لیتے رہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی زندگی ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے۔ عہد کی پابندی کے سلسلہ میں آپؐ کا یہ واقعہ مشہور ہے کہ آپؐ نے عبداللہ بن ابی الحمساء کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ تم آ جاؤ میں یہاں تمہارا انتظار کروں گا۔ مگر وہ جا کر بھول گئے۔ رسول اللہ ﷺ ایفائے عہد کی خاطر وہیں کھڑے اس کا انتظار کرتے رہے۔ عبداللہ تین دن کے بعد وہاں آئے تو دیکھا کہ حضور ﷺ اس کا انتظار کر رہے ہیں۔ عبداللہ کو دیکھ کر آپؐ نے فرمایا تم نے مجھے بڑی مشکل میں ڈالا اور بڑی زحمت دی۔ میں تین دن سے تمہارے انتظار میں یہیں ہوں۔ (سنن ابی داؤد)

یہ واقعہ قبل از نبوت کا ہے گویا نبوت ملنے سے پہلے بھی آپ کا کردار اس قدر بلند تھا کہ آپؐ نے اتنی مشقت برداشت کر لی لیکن عہد کی خلاف ورزی نہیں کی۔ یہ تو ایک واقعہ ہے ایسے واقعات ہی تھے جن کی بنا پر لوگ آپؐ کو صادق اور امین کے القابات سے پکارتے تھے۔ نبوت کے بعد تو کردار کی بلندی آپ کی زندگی کا خاصہ تھا۔

سورۃ البقرہ میں قرض کے لین دین میں معاہدہ لکھ لینے کا حکم ہے تا کہ بعد میں اختلاف کی نوبت نہ آئے۔ قرض خواہ بھی واقف رہے کہ مجھے معاہدے کے مطابق قرض کی رقم واپس کرنی ہے۔ اگر معاہدے کی پابندی کی جائے تو فریقین میں سے کسی کو تکلیف نہ ہوگی۔ ہاں اگر مقروض کو کوئی عذر ہو تو بیان کر کے مہلت لے سکتا ہے جس کا مہلت دینے والے کو بھرپور اجر ملے گا۔ انسانوں میں آپس کے معاملات معاہدوں پر ہی چل رہے ہیں جس کی اتنی اہمیت ہے کہ قرآن مجید میں معاہدہ لکھنے کی تاکید ہے تا کہ فریقین میں سے کوئی فریق خلاف ورزی نہ کرے اس معاہدے کو نہ صرف لکھنے کا حکم ہے بلکہ اس پر گواہ بھی بنا لیے جائیں تا کہ معاہدہ مزید پختہ ہو جائے۔ ہمارے معاشرے میں اس حکم پر عمل بہت کم کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے جھگڑے اور لڑائیاں عام ہیں۔ لین دین کے وقت تو اس کا دھیان نہیں رکھا جاتا اور کوئی فریق لکھنے کی بات کرے تو کہا جاتا ہے کہ اس کو بھروسا نہیں۔ اگر دو مادر زاد بھائیوں کے درمیان بھی شراکت داری ہو تو قرآنی ہدایت کے مطابق تحریر ضرور لکھی جائے۔ اگر اس بات کی پابندی نہ کی جائے تو بھائیوں اور گہرے دوستوں میں تنازعات پیدا ہو جاتے ہیں۔ معاشرے کے اندر جگہ جگہ فریقین کے درمیان معاملات ہوتے رہتے ہیں۔ کارخانہ دار اور کارکن، مالک اور نوکر، صاحب خانہ اور خادم۔ دکاندار، گاہک قرض خواہ اور قرض دار۔ پس ان میں عدل و انصاف کے ساتھ معاہدات ہوں اور ان کی پابندی کی جائے تو ہر ایک کو سکون میسر آتا ہے اور جھگڑے کی نوبت نہیں آتی۔

اس لیے گواہوں کی موجودگی ضروری رکھی گئی ہے تا کہ ان کی مداخلت سے معاملہ آسان ہو جائے۔

رسول اللہ ﷺ اپنے خطبوں میں اکثر یہ الفاظ دہراتے تھے کہ جس شخص میں امانت کی پابندی نہیں اس کا ایمان نہیں اور جس شخص میں عہد کی پابندی نہیں اس کا کوئی دین نہیں۔(شعب الایمان للبیہقی) گویا اس کا ایمان کامل نہیں ناقص ہے۔

اس سلسلہ میں ایک ضروری بات پیش نظر رہنی چاہیے جس کی طرف عام طور پر دھیان نہیں جاتا وہ یہ کہ اپنے فرائض کی طرف تو ہماری توجہ نہیں ہوتی جبکہ حقوق کے حصول کے لیے کوشش کی جاتی ہے۔ کسی ادارے نے کارکن رکھنے ہوں یا حکومت کو مختلف محکموں میں ملازمین کی ضرورت ہو تو اُس کے لیے درخواستیں طلب کی جاتی ہیں۔ اس کے لیے قابلیت کے علاوہ امیدوار کو یہ بھی بتادیا جاتا ہے کہ اوقات کار یہ ہوں گے، تنخواہ اتنی ہوگی، ضرورت کے لیے ملازم ایک سال میں اتنی چھٹیاں کر سکتا ہے۔ ملازم کو ملازمت کے تمام قواعد وضوابط بتا دیے جاتے ہیں جن کی پابندی قانوناً اور اخلاقاً فریقین کے لیے ضروری ہوتی ہے۔ یہ معاہدہ جس قدر ضروری ہے اسی قدر اس کی پابندی میں کوتاہی کی جاتی ہے اور اپنی پوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھانا عام روش ہے۔ اسی طرح رشوت لینے والے ملازم اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ دوسروں کو نقصان پہنچانا کتنا بڑا گناہ ہے۔ قیامت میں حساب کتاب کے وقت ملازم اپنی تنخواہ کے علاوہ جو رقم سائلین سے ناجائز بٹورتے ہیں وہ رقم حرام کمائی کی ہوتی ہے جس کا وبال اُنہیں بھگتنا پڑے گا۔ سچائی اور دیانت داری ہی ہر اعتبار سے نجات کا ذریعہ ہیں۔ ❀❀❀

دعائے صحت کی اپیل

☆ حلقہ کراچی وسطی، شاہ فیصل کے مقامی امیر عزیز ظفر صدیقی کے بیٹے (رفیق تنظیم) کو شدید بخار ہے اور ہسپتال میں داخل ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی بیماروں کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُکَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

”قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی جنوبی“ (حلقہ کراچی جنوبی) میں
04 تا 06 اکتوبر 2024ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس
(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)

نوٹ: مدرسین کورس کے لیے درج ذیل کتابچہ کے مطالعہ کا اہتمام فرمائیں۔
☆ قرآن کے نام پر اُٹھنے والی تحریکات اور اُن کے بارے میں علماءِ کرام کے خدشات۔

اور

مدرسین ریفریشر کورس
کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: مدرسین ریفریشر کورس میں درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں: ☆ **منتخب نصاب کے دروس کا باہمی ربط**

زیادہ سے زیادہ مدرسین پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0321-2192701/021-34306041

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاء اللہ

”مسجد جامع القرآن کمپلیکس، پیھونٹ نز دنیلور، اسلام آباد“ میں
06 تا 12 اکتوبر 2024ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس
کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں درج ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں: ☆ **اسلام کا انقلابی منشور** ☆ **جہاد فی سبیل اللہ**

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

11 تا 13 اکتوبر 2024ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع
کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔ ☆ **اسلام کا انقلابی منشور (سماجی سطح پر)**

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334-5309613 / 051-4866055 / 051-2751014

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: 78-35473375(042)

اخبارِ اسلام

(رواں ہفتے کے دوران مسلم دنیا سے متعلق اہم خبریں)

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- غزہ کی وزارتِ صحت کی ایک رپورٹ کے مطابق گزشتہ گیارہ ماہ میں شہید کیے گئے افراد میں 41% بچے اور 28% خواتین شامل ہیں۔ گویا ایک بار پھر فرعون وقت کو موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا خطرہ ہے۔ اب وہ احتیاطاً بچوں اور ماؤں دونوں کو قتل کر رہا ہے۔
- عبرانی میڈیا نے انکشاف کیا ہے کہ قابض اسرائیلی فوج نے افریقی پناہ گزینوں کو غزہ کی پٹی میں اپنی صفوں میں لڑنے کے لیے بھرتی کیا ہے جس کے بدلے انہیں رہائش کا حق دیا جا رہا ہے، یہ اس بات کی تصدیق ہے کہ غاصب ریاست کس اخلاقی بحران کا شکار ہے۔
- قابض فوج کی بمباری نے مغربی خان یونس میں واقع کیمپ الصمود کے ایک روٹی کے تندور کو نشانہ بنایا۔ اس سنگدلانہ حملے میں چار معصوم جانیں شہید اور کئی افراد زخمی ہو گئے۔
- اسرائیلی بمباری سے 611 مساجد مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہیں جبکہ تقریباً 825 مساجد جزوی طور پر متاثر ہوئی ہیں۔
- فرانس کے سابق وزیر اعظم اور سابق وزیر خارجہ ڈومینیک ولپین کا کہنا ہے کہ ''اگر ہم جمہوری ہیں تو اس سے بڑا دھوکا جمہوریت میں جنگ کے نام پر ممکن نہیں ہے۔ اسرائیل عام شہریوں کا قتل عام کر رہا ہے۔ اس موقع پر خاموشی سیاسی لحاظ سے بھی موت ہے اور انسانی لحاظ سے اس سے بڑا کوئی سانحہ نہیں''۔ ایک سوال کے جواب میں اُنہوں نے کہا کہ ''ہم اسلحے اور معیشت کے حوالے سے اس پوزیشن میں ہیں کہ ہم پر خاموشی نہیں جچتی''۔
- ''جبل الہیکل ایکٹیویسٹ'' نامی صیہونی تنظیم کی جانب سے آرٹیفیشل انٹیلیجنس سے بنائی گئی ایک ویڈیو سامنے آئی ہے جس میں مسجد اقصیٰ کو جلتا ہوا دکھایا گیا ہے، اور اُس پر اشتعال انگیز الفاظ "جلد ہی، انہی دنوں میں" درج ہیں۔ یہ پیغام مسجد اقصیٰ کی ممکنہ تباہی اور اس کی جگہ ہیکل کی تعمیر کا خطرناک اشارہ ہے۔
- چلی نے عالمی عدالت انصاف میں اسرائیل کے خلاف نسل کشی سے متعلق کیس میں جنوبی افریقہ کا فریق بننے کے لیے درخواست دائر کر دی ہے۔
- امریکی وزیر خارجہ انٹونی بلنکن نے اسرائیل کو 19 بلین ڈالر مالیت کے F-15 طیاروں اور آلات کی فروخت کی منظوری دی ہے، ساتھ ہی تقریباً 774 ملین ڈالر کے ٹینک گولے اور 583 ملین ڈالر کی فوجی گاڑیوں کی فروخت کی بھی اجازت دی ہے۔ جدید ترین Pegasus KC-46 طیارے اسرائیل کی ایرانی جوہری تنصیبات پر حملے کی صلاحیت میں اضافہ کر سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ گزشتہ 7 اکتوبر سے اب تک امریکہ اسلحوں کی 600 شپمنٹس اسرائیل کی غزہ پر مسلط جنگ کو مستحکم کرنے کے لیے بھیج چکا ہے۔
- 17 ستمبر کو اسرائیل نے حزب اللہ کے لوگوں کے زیر استعمال پیجر ڈیوائس کے ذریعے بیک وقت لوگوں پر حملے کیے اور ان کی ڈیوائس کسی طریقے سے پھٹ گئی جس سے آٹھ لوگوں کی شہادت اور ڈھائی ہزار سے زیادہ لوگوں کی مبینہ زخمی ہونے کی اطلاعات ہیں۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- سعودی عرب

روضہ رسول ﷺ پر زائرین کی ریکارڈ حاضری: مدینہ منورہ میں گرم موسم کے باوجود زائرین کی بڑی تعداد پہنچ کر روضہ رسول ﷺ پر حاضری کا شرف حاصل کر رہی ہے۔ گزشتہ ہفتے کے دوران 54 لاکھ 10 ہزار 89 زائرین کی آمد ہوئی جبکہ ایک ہفتے کے دوران 2 لاکھ 30 ہزار 823 زائرین نے ریاض الجنہ میں نماز کی سعادت حاصل کی۔

الصافیہ میوزیم اینڈ پارک زائرین کے لیے کھل گیا: مسجد نبوی ﷺ سے متصل الصافیہ میوزیم اینڈ پارک کو زائرین کے لیے کھول دیا گیا ہے جہاں جدید ٹیکنالوجی کے ذریعے اسلامی واقعات کو پیش کیا جا رہا ہے۔ ساڑھے چار ہزار مربع میٹر سے زائد رقبے پر واقع پارک میں کائنات کے آغاز سے لے کر انبیائے کرام علیہم السلام اور نبی کریم ﷺ کی مکی اور مدنی زندگی کے واقعات کو جدید ٹیکنالوجی سے آراستہ تھری ڈی وژن میں پیش کیا جاتا ہے۔

کنگ فیصل ہسپتال میں روبوٹک ہارٹ ٹرانسپلانٹ: کنگ فیصل سپیشلسٹ ہسپتال اینڈ ریسرچ سینٹر دنیا میں پہلا مکمل روبوٹک ہارٹ ٹرانسپلانٹ کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہاں 16 سال سے کم عمر کے ایک ایسے مریض کا کامیاب آپریشن کیا گیا جو چوتھے درجے کے ہارٹ فیل میں مبتلا تھا، اس غیر معمولی آپریشن میں تین گھنٹے لگے اور اسے ایک غیر معمولی طبی ٹیم نے انجام دیا۔

- ایران

ریسرچ سیٹلائٹ خلا میں بھیج دیا: ملکی سطح پر تیار کردہ 60 کلوگرام وزنی ریسرچ سیٹلائٹ چمران 1 کامیابی کے ساتھ خلائی مدار میں بھیج دیا گیا ہے۔ سیٹلائٹ خلا میں بھیجنے کا مقصد بلندی پر ہارڈ ویئر اور سافٹ ویئر سسٹم کی ٹیسٹنگ کرنا ہے۔ سیٹلائٹ سے سگنلز موصول ہونا شروع ہو گئے ہیں۔ سیٹلائٹ چمران 1 اس وقت زمین سے 550 کلومیٹر کی دوری پر موجود ہے ایران نے رواں برس جنوری میں بھی 3 سیٹلائٹ خلا میں روانہ کیے تھے۔

- بھارت

12 ربیع الاوّل کے جلوس پر حملہ: ریاست مدھیہ پردیش میں 12 ربیع الاوّل کے جلوس پر انتہا پسند ہندوؤں نے جے شری رام کے نعرے لگاتے ہوئے پتھراؤ کیا اور مسلمانوں کو لاٹھیوں، ڈنڈوں اور راڈوں سے تشدد کا نشانہ بنایا۔ دوسری طرف مودی سرکار کے وزیر ٹیکسٹائل گری راج نے دعویٰ کیا ہے کہ پورے ہندوستان میں اس وقت 3 لاکھ سے زائد ایسی مساجد ہیں جو غیر قانونی طور پر تعمیر کی گئی ہیں، ان کو گرانا پڑا تو ہم ایسا ضرور کریں گے۔

- بنگلہ دیش

ہندوؤں سے دوران نماز بھجن نہ گانے کی اپیل: عبوری حکومت کے مشیر داخلہ محمد جہانگیر عالم چودھری نے ہندو رہنماؤں اور تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ اذان اور نماز کے اوقات میں بھجن اور موسیقی بند کر دیں، جبکہ دُرگا پوجا کمیٹیوں نے حکومت کو ان اوقات میں بھجن اور موسیقی نہ چلانے کی یقین دہانی کرائی ہے۔

دعوت کا کام اور ہم

(شفیع اللہ، ملتزم رفیق، راولپنڈی کینٹ)

2022ء میں ہمارے محلے میں ایک حلقہ قرآنی قائم ہوا۔ جہاں میرے بیٹوں کا جانا ہوا۔ میرے بیٹے درس سے بہت متاثر ہوئے اور اگلی دفعہ میں بھی گیا۔ درس بہت اچھا تھا ڈاکٹر اسرار صاحبؒ کا کچھ لٹریچر پہلے بھی پڑھا تھا اور کچھ بیان بھی سن رکھے تھے لیکن تنظیم اسلامی سے واسطہ پہلی بار پڑا تھا۔ اچھی طرح تسلی کر لی تو پھر دل میں اقامت دین، دعوت الی اللہ کا جذبہ بیدار ہوا۔ پہلے اپنے گھر سے ابتدا کی۔ بہر حال میں نے ان پر کام کیا اور جلد ہی میرے بیٹے اور میں (چار) افراد نے بیعت کر لی۔ الحمدللہ میں نے حلقہ قرآنی کی دعوت بہت سے لوگوں کو دی اور پانچ افراد کا انتخاب کر کے ان کو دعوت کا سلسلہ شروع کیا۔ مجھے جہاں بھی موقع ملے اللہ اور رسول ﷺ کی کوئی نہ کوئی بات ضرور کرتا ہوں بلکہ موقع نکالنے کی کوشش کرتا ہوں کہ دین کی بات کی جا سکے۔ پھر جن لوگوں کا ان باتوں پر ردِ عمل اچھا ہوتا ہے ان پر مستقل محنت کرنے سے اللہ کی مدد ضرور شامل حال ہوتی ہے۔ ان پانچ افراد میں سے تین نے دو تین ماہ کی محنت کے نتیجے میں امیر تنظیم اسلامی کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اسی دوران میں نے چند نئے لوگوں کا انتخاب کر لیا اور ان پر کام شروع کر دیا۔ اس طرح میرے ایک کزن اور ایک بھانجے نے بیعت کی۔ اس ایک حلقہ قرآنی سے ہم گیارہ افراد تنظیم سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ میں تو ملتزم رفیق ہو چکا ہوں اور پانچ افراد مبتدی کورس کر چکے ہیں۔ اسی طرح گھر کی خواتین بھی خواتین کے پروگراموں میں شرکت کرتی ہیں۔ رمضان میں دورہ ترجمہ قرآن میں باقاعدگی سے شمولیت کی جاتی ہے۔ ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ جب بھی دعوت کا کام کرتے ہیں تو شیطان وسوسے ڈالتا ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ یہ موقع مناسب نہیں، کبھی کہتا ہے کہ سامنے والے کو بات بری نہ لگ جائے۔ تو جن کو برا لگنا تھا، انہیں تو نبی اکرم ﷺ کی بات بھی بری لگتی تھی۔ ہم جیسے کس شمار میں آتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ہر وقت لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا چاہیے۔ میں اگر کہیں خریداری کر رہا ہوتا ہوں یا کسی محفل میں ہوتا ہوں یا کوئی مجھ سے ملنے آئے تو کوئی حدیث، کوئی آیت ضرور سناتا ہوں یا آخرت کی کوئی بات ضرور کرتا ہوں اور جو زیر دعوت ہو، اس سے شروع میں تنظیم کی کوئی بات نہیں کرتا۔ جب مجھے لگتا ہے کہ اس نے کئی دروس میں شرکت کر لی ہے تو اسے دعوتی لٹریچر دیتا ہوں یا فہم دین کی نشست میں لے جاتا ہوں اور باقی کام اللہ بنا دیتا ہے۔ دعوت میں تسلسل ہونا چاہیے اللہ تعالیٰ سے اخلاص کے ساتھ جب بھی کسی کو دعوت دیں گے تو بات ضرور بفضل تعالیٰ اس کے دل میں اترے گی۔ اللہ کی توفیق سے دو سالوں میں دس افراد میری دعوت کے نتیجے میں تنظیم میں شامل ہوئے۔ اور ابھی چند مزید لوگ ہیں جن کو دعوت دے رہا ہوں۔ الحمدللہ!

A Message to the Traitors of the Muslim World

We're ready to sell
But will anyone pay the price to buy you?
Who will buy from us?
These corrupt traitors of the Ummah…
Who will buy from us?
These useless figures of cowardice…
These insults to the Ummah
Whose betrayal is known to all…
We will appraise your value
But who to offer for sale?
Loyal Guard dogs are worthier than you
Mules that carry load are more valuable
Chickens bred for a feast are superior to you
Even shoes worn in the feet are more admirable
You're nowhere near as notable
As a trust-worthy slave
Then who will buy you?
Though we're ready to sell…
Certainly, you have no buyer
Certainly, you have no worth
Verily, we feel safer the further you go
We feel more respected, the distant you get
O traitors of our Ummah!
It wouldn't trouble us the least
If you all perish without warning
We will be grateful!

<u>Note</u>: Translation of an Arabic poem by Fatah Masood about the contemporary leaders of the Muslim World

(Translated by Mrs. Sana Ahmad Khan)

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.37

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore